

وَمَا فَعَلَكَ ذِكْرُكَ

مدینے کا ارمال

بعتیہ کلام

افسار

متفرق اسلامی، اصلاحی، ادبی مقصدی نظمیں

محمد عبد الرحیم اصغر

پچھرا اردو، اسلامیہ کالج، درنگل

شائع کردہ

ادارہ اشاعت ادب درنگل

10-3-14 پختن اسٹریٹ

منڈی بازار - درنگل 506012 - آندھرا پردیش (انڈیا)

طبع دوم : پانچ سو

تاریخ اشاعت : اکتوبر ۱۹۹۲ء

قیمت : دس روپے

کتابت : محمد شفیع الدین درنگلی

طباعت : انجمن پرنٹنگ پریس، چھتہ بازار حیدرآباد، قون نمبر

520773

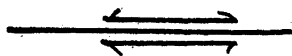
ملنے کے پتے

۱۔ ادارہ اشاعت ادب درنگلی

۲۔ کاشانہ عظمت، شیر پورہ، (محمد حشمت اللہ)

111/A-4-3 سڈی بیٹھ 502103 ضلع میدک

پیش لفظ



”مدینے کا ارمان“ کا پہلا ایڈیشن اپریل ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا تھا۔

الحمد للہ نعتیہ کلام کا یہ مجموعہ کافی مقبول ہوا اور اس کی نعتیں اور نظمیں سیرت اور دوسرے مذہبی جلسوں میں سنائی جاتی ہیں۔

ایک طویل عرصے سے کتاب کی عدم دستیابی اور مانگ کے پیش نظر اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا جا رہا ہے۔ موجودہ ایڈیشن میں نہ صرف گذشتہ ایڈیشن کی نعتیں اور نظمیں شامل ہیں بلکہ مزید کچھ اسلامی، اصلاحی، ادبی اور مقصدی نظموں کا اضافہ بھی کیا گیا ہے اس طرح اس مجموعے کی فصاحت کے ساتھ ساتھ افارینت میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ انشاء اللہ یہ مجموعہ کلام بھی مقبول خاص دعام ہوگا۔

اس مجموعہ کلام کی یزوف ریڈنگ اور طباعت میں مرے شاگرد محمد حشمت اللہ صاحب جی، ایس بی بی، ایک ہیلت نے مدد کی۔ اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر عطا فرمائے۔ فقط
محمد عبد الرحیم اصغر

حمد

میرے چشمِ دل میں بس ہے تو تری شانِ جل جلالہ
 تو نہاں ہے پھر بھی ہے رو برو، تری شانِ جل جلالہ
 ہے ہر ایک شے میں جھلک تری ہے ہر ایک شے میں چمک تری
 ترے جلوے کجھرے ہیں چار سو، تری شانِ جل جلالہ
 یہ جہاں ہے تجھ سے ہی معتبر، تو ہر ایک شے میں ہے جلوہ گر
 تو ہی کائنات کی آبرو، تری شانِ جل جلالہ
 تو اس حیدرِ دل میں ہے دلولہ، ترا خالقِ اہل میں غلغلہ
 ترے ڈنکے بجتے ہیں کوہ کو، تری شانِ جل جلالہ
 ہے صبا کو تری ہی جستجو، ہے گلوں میں تیری ہی رنگ بو
 ہے نوائے بلبلِ خوش گلو، تری شانِ جل جلالہ
 تو ہی ذاتِ چارہِ میکاں، اپنا نام دہر سکونی جہاں
 مرے چاکِ دل کا تو ہی رفو، تری شانِ جل جلالہ
 ترا بندہ اصغرِ بے نوا، نہیں کوئی اس کا ترے سوا
 تو ہی اس کا حاصلِ آرزو، تری شانِ جل جلالہ

ح

ہے چمن میں صبا کو تری جستجو
 کیوں نہ میں بھی لیکاروں ہی باخو
 ہو رواں میری جب تک لگوں میں ہو
 اور زباں پر رہے نس ہی گفتگو
 کس کی قدرت کہ دیکھے تجھے دوبار
 تو نہاں ہے گویا پھر بھی ہے زور و
 دولوں عالم میں پھیلا ہے تیرا ہی
 تیرے جلوہ ہے ہیں بکھرے ہو چاروں
 یہ جہاں تیری ہستی سے ہے معتبر
 ہے تری جلوہ گہ عالم رنگ بو
 تیرا ہی مسجدوں میں سرا دلولہ
 تیرے ڈنکین بچیں روز و شب کو بکو
 قامت مولا تری چارہ بیکیاں
 چاکل دل کا غریبوں کے تو ہی رفو
 بے کس اصغر کا ہے کون تیرے سوا
 اس کا مطلوب اور اس کا مقصود

حمد گائے تری ملبس خوش گلو
 اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو
 تجھ کو پانے کی دل میں ہے آرزو
 اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو
 ہے مگر حشمتِ دول میں خالوں میں تو
 اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو
 ہے ہر اک شے میں دنیا کی تیرا طہو
 اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو
 تو ہر اک شے میں دنیا کی ہے جلوہ گر
 اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو
 تیرا ہی خالق قابول میں غلغلہ
 اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو
 نام ناجی ترا، وہی تسکینِ حیاں
 اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو
 دولوں عالم اس کو سہارا ترا
 اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو اللہ ہو

حمد

لکھے تری حمد اتنی طاقت کہاں سے لائے حقیقہ رساں
 بیاں تری نعمتیں ہوں کیوں کر شمار کیسے ہوں تیرے احسان
 خدا ہوں قدرت پہ کیوں نہ تیری، ہوں تیری صنعت کے کینہ و تیرے
 وہ شان ہے تیری لفظ "کن" سے سچائی پہ ساری بزم امکان
 پتہ کوئی یا مکان تیرا، ہیں غرق حیرت میں اہل عرفاں
 زیادہ ہے جس کا علم جتنا، ہے عقل اتنی ہی اس کی حیراں
 تو سب کا حاجت روا ہے مولا، ترے ہی محتاج سا کہ بندے
 تری گدائی میں سب برابر، ہو مورو بے مایہ یا سلیمان
 اگر حکومت ہے یاں کسی کی، تو ہے حکومت تری خدایا
 مجازی حاکم ہیں یہ پکارے، وزیر ہو کوئی یا کہ سلطان
 تری عنایت کہ رہبری کو ہماری تو نے رسول بھیجا
 کرم ہے تیرا کہ راہ دکھلانے ہم کو بختا ہے تو نے قرآن
 حقیقہ بندہ ہے تیرا اصف گناہوں پر اپنے شرکیں ہے
 کرم سے اپنے معاف فرما، الہی اس کے تمام عصیان

حجر

نا تو کوئی روپ ہے تیرا نا کوئی آسار
یوں بے تیری ہی جوتی ہے یہ جگ بے سار
دو جگ میں تیری ہی ملتا تیرا ہی سنگار
جگ کے پالن ہار اودا تا جگ کے پالن ہار

تیری جے جے کار ہو دا تا تیری جے جے کار

نا کوئی تیرے مانا پتا ہیں او سب کے کرتار
نا کوئی تیرے بھائی بندھون کوئی ناتے دار
نا کوئی تیرا پتر اور پتری نا پتی پر یوار
جگ کے پالن ہار اودا تا جگ کے پالن ہار

تیری جے جے کار ہو دا تا تیری جے جے کار

اتنا بڑا ستار چلنا تا تیرا ہی آسار
دھرتی اور آکاش پا تم تیرا ہی ادھار
دونوں جگ میں ہم بھگتوں کا تجھ پر آدھا
جگ کے پالن ہار اودا تا جگ کے پالن ہار

تیری جے جے کار ہو دا تا تیری جے جے کار

ندیا گہری پالن نہ لگی آن پڑا منجہا ر
تیرے بنا اب کون لکائے ناؤ بہا دی پار
تجھ کو چھوڑ کے کس کو لکھائیں کون کا پکار
جگ کے پالن ہار اودا تا جگ کے پالن ہار

تیری جے جے کار ہو دا تا تیری جے جے کار

نا کوئی دا تا تجھ چھیا، نا کوئی تیرے سمان
من مندر میں تیرا میرا، جوتی تری ہر گھار
نا کوئی استھان ہے تیرا نا کوئی سنگھان
جگ کے پالن ہار اودا تا جگ کے پالن ہار

تیری جے جے کار ہو دا تا تیری جے جے کار

تیرے ترکت اس دنیا کے سوا می سا کھوٹے
سارے سہاروں کو اب چھ کر آیا ہو تیرے
تیرا ایک سہارا سچا باقی سارے جھوٹے
جگ کے پالن ہار اودا تا جگ کے پالن ہار

تیری جے جے کار ہو دا تا تیری جے جے کار

مجھ کو تجھ سا ایک ہے دا تا تجھ کو مجھ سے کروڑ
اتنی ہمتی داس امنگ کی تو کر لے سو لیکار
دونوں جگ میں لاج موز رکھ آس مری مت
جگ کے پالن ہار اودا تا جگ کے پالن ہار

حمدیہ رباعیات

بے اس کی چمک لعل و گہریں موجود ہے اس کی ضیا و شمس و قمر میں موجود
غافل تری آنکھوں پہ پڑے ہیں پردے ہے ورنہ وہ ہر گل میں شجر میں موجود

زائد کو بھی اس کا اگر کافی ہے عابد کو عبادت کا ثمر کافی ہے
ہم عصیاں شعاروں کو گراے ہوا رحمت کی تری ایک نظر کافی ہے

یہ اوج یہ رتہ نہ کسی کو بخشا مخلوق میں انساں پہ عبایت بگوسا
دل عقل و خرد اور ہدایت بھیجی مالک ترا کس طرح سے ہوشگرا دا

ہر پردے میں وہ پردہ نشیں رہتا ہے کچھ دور نہیں وہ یہیں رہتا ہے
تو دیر میں کعبے میں سمجھتا ہے جسے وہ تیری رگ جال قمری رہتا ہے

کعبہ میں ملا اور نہ بیت خانے میں پایا اسے گلشن میں نہ ویرانے میں
سب عمر گنوا لی جستجو میں جس کی نکلا وہ مردل کے نہاں خانے میں
خلاق جہاں جب ترا ہو جائے گا جو اس کا ہے وہ سب ترا ہو جائے گا
سب چھوڑ کے تو اس کو بتالے اپنا سب تیرا ہے جب رب ترا ہو جائے گا
ہو کوئی ولی کہ پیر تمہیں کیا دے گا سلطان پوریا امیر تمہیں کیا دے گا
گر مانگتا ہے تم کو تو غنی سے مانگو بندہ تو ہے خود فقیر تمہیں کیا دے گا

نعت

شہکار حق کا جس کی ہے صورت تمہیں تو ہو
 ہے اور کون شافعِ امت تمہیں تو ہو
 بندوں کو اپنے خالق پروردگار سے
 سب انبیاء کے فیض کا در بند ہو چکا
 روشن ہے انبیاء سے نبوت کا آسمان
 جب نام آپ کا لیا تسکین ہو گئی
 حق کی نظر میں آپ رؤف رحیم ہیں
 فرمایا نیک حق کے گنہگار میں سرے
 الفت تمہاری میرے لئے حاصلِ حیات
 محشر کے روز ساقی کو تر ہیں آپ ہی
 جن کا رسول ختمِ نبی ہے میں تو ہیں
 خلقِ عظیم جس کی ہے سیرت تمہیں تو ہو
 ہے جس کے سر پہ تاج شہادت تمہیں تو ہو
 سب سے بڑی ملی ہے جو نعمت تمہیں تو ہو
 جاری ہے جس کا فیضِ نبوت تمہیں تو ہو
 تارے ہیں لاکھوں، اور رسالت تمہیں تو ہو
 دل کا سکون روح کی راحت تمہیں تو ہو
 علیہم السلام کے حق میں ناکیرِ رحمت تمہیں تو ہو
 ہے عاصیوں پر جس کی عنایت تمہیں تو ہو
 ایمان ہے علین جس کی محبت تمہیں تو ہو
 ہے اور کون سرورِ جنت تمہیں تو ہو
 جن پر ملوئی ہے ختم رسالت تمہیں تو ہو
 اصغر کا دو جہاں میں سہارا ہیں آپ ہی
 بے فکر جس کی رکھتی ہے نسبت تمہیں تو ہو



آپ سارے عالم کے ہمارا رسول اللہ
 بھیک کچھ دلا دیجئے ان کی جھولی بھر دیجئے
 ہند میں رہوں کب تک ہجر کے سہو صدے
 آنکھوں میں لگا لوں گا سرمہ کے بجائیں
 دو جہاں ہوئے اس کے مل گیا خدا اس
 دل میں میرے اب باقی نہیں ہی اک ارما
 آپ ہی بتا دیجئے کون ہے دو عالم میں
 آنکھیں ڈبڈبائیں اور دل تڑپ اٹھا
 آپ کے رخ روشن کا خیال جب آیا
 آپ دونوں عالم کے مقتدا رسول اللہ
 در پہ ہیں کھڑے اگر بے نوا رسول اللہ
 جلد تجھ کو بلواؤ در پہ یا رسول اللہ
 آپ جو مل جائے خاک پا رسول اللہ
 ہو گیا اگر کوئی آپ کا رسول اللہ
 کردوں آپ پر اپنی جہاں خدا رسول اللہ
 آپ کے سوا میرا آسرا رسول اللہ
 ذکر حب بھی آیا آپ کا رسول اللہ
 دل ہوا ایمان سے پر ضیا رسول اللہ

آپ ہی کے قدموں پر دم مرا نکل جائے
 بس یہی ہے اصغر کی التجا رسول اللہ

بے شاداں کوئی سیم و زر مل گیا
 اسے اور دنیا میں کیا چاہیے
 کسی کو کلیم اور کسی کو خلیلؑ
 لبوں پر ہمیشہ ہے نام نبیؐ
 ضرورت کسی اور ہادی کی کیا
 تلاش اب کسی چارہ گر کی ہو کیوں
 دیا میرے داتا نے اتنا مجھے
 عطا کا میں ان کی کرول کیا بیاں
 مجھے دیکھ کر شک کرتے ہیں لوگ
 ہیں ہم خوش حمد کا در مل گیا
 نبی کا جسے سنگِ در مل گیا
 مگر ہم کو خیر البشرؑ مل گیا
 وظیفہ یہ شام و سحر مل گیا
 محمدؐ صاحب راہبر مل گیا
 محمدؐ صاحب چارہ گر مل گیا
 کہ امید سے بیشتر مل گیا
 طلب کرنے سے بیشتر مل گیا
 بفضلِ خدا اس قدر مل گیا

میں پیچوں گا اصغر وہاں سر کے بل
 جو طیبہ کا اذنِ سفر مل گیا

گوہر سے جو پر ہو وہ سفینہ کہئے
 جس سینہؑ پر نور میں بستے ہیں رسولؐ
 یا دولتِ عرفاں کا خزینہ کہئے
 سینہؑ اسے کیوں کہئے مدینہ کہئے



چمکے کبھی تو اپنا ستارہ آئے نظرِ طیبہ کا نظارہ
 حسرت سے دل میں طیبہ کی دیکھو
 اے سیدِ کل اے جانِ عالم !
 ہے ذات تیری تسکین کا باعث
 کیا حالِ فرقت تم کو سناؤں
 میں بھی مدینہ ہو جاؤں حاضر
 یہ بے حضورِی یہ تم سے دورِی
 راحت سی دل کو حاصل ہوئی ہے
 دل تم پہ صدقے جاں تم پہ قرباں
 تم قبلہ دل، تم کعبہ جاں
 ہم خود تمہارے کیا ہے ہمارا
 تم پہ ہمارا ہے ناز سارا

ہند میں تاکئے حبِ مجور تر پے

الفت کا مارا اصغر بچارا



کسے ہے خواہشِ فرما ز اوئی یا رسول اللہ
 مرا مقصد مرا ارمان میرا مدعا تم ہو
 میں عاصی آپ سے نسبت پہ فخر و تاز کرتا ہوں
 خوش آنجے ہم امت میں تمہاری ہو گئے پیدا
 تمہارے عشق کی دولت رکھیں سدا باقی
 مری سوئی ہوئی تقدیر کو اک شہتِ گاجے
 رطبتِ ہند میں بختِ بدوں کب تک سہوں صدمے
 تمہارے در کی کافی ہے گداائی یا رسول اللہ
 کروں کیا لے کے میں ساری تھلائی یا رسول اللہ
 کسی کو ہے جو تازِ پار سائی یا رسول اللہ
 بڑی قسمت بڑی تقدیر پائی یا رسول اللہ
 یہی تو عمر بھر کی ہے کمائی یا رسول اللہ
 میسر خواب میں ہو رونمائی یا رسول اللہ
 بھلا کب تک مری جبرِ آسمانی یا رسول اللہ

بکرا و اجلد آئے اصفِ محضوں کو طیبہ سے
 نہیں اب طاقتِ درجہ الٰہی یا رسول اللہ



نبیوں سے نبوت کا ہے گلشنِ شاداب
 سب پھول ہیں آقا ہیں مگر مثلِ کلاب
 سب پر خِ نبوت کچھ اگر ہیں تارے
 سرکار ہیں ان سب میں درخشاں ہستارے



ہاں چھٹر غزل مرغ خوش الحان مدینہ

پورا کراہی مرا ارمانِ مدینہ

تا حشر خزاں کا اسے کچھ خوف نہیں ہے

اس دشتِ کئی میں پھول بڑھ کر

کب دیکھے ہوتی ہے مدینہ میں مریلیا

بھر جائے گا میرا گلی مقصود سے دامن

جلوؤں سے مسافر کا کبھی جی نہیں بھرتا

پھر کیوں نہ مدینے کا تاشاخوانِ بول میں

خواہش جسے جنت کی ہو دیکھے اسے جا کر

اللہ رے وہ صبح کی رنگینی کا عالم

آرام گہ سید کوئین یہیں ہے

پھر جائے مری نظروں میں بستانِ مد

بلوائیں مدینہ مجھے سلطانِ مد

اللہ رے بہارِ چمنستانِ مد

پانکوں سے جنوں خا ربیا بالی مد

بلواتے ہیں کب دیکھے سلطانِ مدینہ

دیکھوں جو نصیب سے گلستانِ مدینہ

آتی ہے نظرِ روزئی شانِ مدینہ

سرکار بھی جب خود ہیں تاشاخوانِ مد

ہے غیرتِ فردوس گلستانِ مدینہ

اے صل علی شام گلستانِ مدینہ

پھر کیوں نہ مری جان ہو قریبانِ مدینہ

اے شہزادوں میں تری خوش محبت

اے دمر نہ پرواز گلستانِ مدینہ



کلمہ سکھایا پیارے نبی نے قرآن پڑھایا پیارے نبی نے
 انسان سارے جھٹکے ہوئے تھے رستہ بتایا پیارے نبی نے
 سب ہو گئے تھے حیواں سے بدتر انسان بنایا پیارے نبی نے
 وحدانیت کا نغمہ سہانا سب کو سنایا پیارے نبی نے
 بندوں کا رشتہ خالق سے جوڑا حق سے ملایا پیارے نبی نے
 تابع خدا کی مرضی کے ہو کر جینا سکھایا پیارے نبی نے
 مخلوق کا ڈر دل سے مٹا کر رب سے ڈرایا پیارے نبی نے
 ناواحقوں کو ہر نیک و بد سے واقف کرایا پیارے نبی نے
 ایمان کی دولت ہم کو دلائی مسلم بنایا پیارے نبی نے
 مقصود کیا ہے اس زندگی کا ہم کو بتایا پیارے نبی نے
 راہِ شریعت پر ہم سبھی کو چلنا سکھایا پیارے نبی نے
 جو کچھ بتایا جو کچھ سکھایا کر کے دکھایا پیارے نبی نے
 ناریقوں میں گرنے سے ہم کو آگرجپایا پیارے نبی نے
 ہم سب کی خاطر ہر دکھ کو جھیلا ہر غم اٹھایا پیارے نبی نے

سِر کے بلِ اصغر جاؤں مدینہ

داں گر بلایا پیارے نبی نے



کیا یاد پھر ان کو بے چین جیسا
 پکارا ہے پھر آپ کو اُمتی نے
 وہ توڑی ہے جاں بھر کی جانکی
 یہ حالت بنائی ہے ناطا قتی
 یہی رٹ لگائی ہے دل کی لگی
 ہے ہر اک گھڑی اب تو سو سو
 لوں میں مفاسد میں سینوں میں
 ہزاروں پڑے زخم کے گھونٹ پیئے
 مصائب میں مجھ کو نہ پوچھا کسی نے
 بہت دکھ دے ہیں مجھ زندگی
 ترائے ہیں تم نے ہزاروں سیفے
 نہ دے گا یہ آزار اب مجھ کہ جھینے

کیا پھر سے بے تاب عشق نبی نے
 مدینے کے آقا مدینے کے مولا
 جگر پارہ پارہ ہے دل ٹکڑے ٹکڑے
 بے بارگراں دوش پر اب تو سر بھی
 محمد، محمد، محمد، محمد
 مدینے کو بلوائے جلد آقا
 زمانے کا کیا حال تم کو سناؤں
 ہزاروں پڑے رنج کے زخم کھانے
 نہیں ہے تمہارے سوا کوئی میر
 مدینہ بلا کر بس اب استاد کرو صبح
 مری بھی امیدوں کی کشتی زرا دو
 بہت بھر کی بے کلی بڑھ چلی ہے

تڑپتا رہے ہند میں کب تک اصغر

اسم میرے مولا بلا لومدینے



تجھے پالیں خود کو کھوکھلی حسن آگئی ہے
 تو چراغِ بزمِ امکاں تو فروغِ چشمِ مری
 مری روح میں سراپت ہے تمہارا کاشی
 میں ہوں بے نیازِ عالم تو آستانِ پاکر
 تری یاد سے نہیں ہے مرا کوئی لمحہ خالی
 کروں تجھ پہ کیا تصدق کر یا کیا ہے میرا
 تجھے یاد کرتے رہنا، ترانہ نام لے کے بنا
 ترے در پہ جا بیوں میں، وہیں زندگی گلدانا
 یہی زندگی کا مقصد ہی روحِ بندگی ہے
 یہ ترا ہی ہے اُجلا یہ ترا ہی ہر خوشی ہے
 جوئے الست میں نے ترے میکدے پی ہے
 نہ تو کوئی غم ہی غم ہے نہ کوئی خوشی خوشی ہے
 کبھی دل میں یا محمد کبھی لب پہ یا نبیؐ ہے
 مراد دل بھی ہے ترا ہی مری جان بھی تری ہے
 یونہی دن گذارتا ہوں اور اسی میں زندگی
 یہی ایک آرزو اب مرے دل میں رہ گئی
 یہ ترا غلامِ اصغر رہے تجھ سے دور کب تک
 ترے در پہ مہلک پہنچے ہی اس کو دھن لگی ہے۔



کیا رازِ نہانِ قسَدی کہے
 اس رخ کو بھی اب حق کی تجلی کہے
 روشنی ہے خیالِ رخِ احمد سے جو دل
 بے جھجکے اسے عرشِ معلیٰ کہے



سیدی چشم کرم آپ کی جس پر ہو جائے
 آپ کا فضل اگر نجات کا یاد ہو جائے
 ان کی سرکازیں اک روز پہنچ جاؤں گا
 کیا بیاں ہو مرے آقا کی عطا کا عالم
 دیکھ لے چہرہ پر نورِ محمد کا اگر
 ماہِ یثرب سے سرِ چرخ کو کیا نسبت
 وہ گدا بھی ہو تو قسمت کا سکندر ہو
 مجھ سسایا لایا بھی حاضر بھی در پہ ہو جائے
 شوق میرا مری منزل کا جو رہر ہو جائے
 بے نوا بھی کوئی آئے تو تو تگر ہو جائے
 آنکھ مہر متور کا مکدر ہو جائے
 ماہِ کنعاں بھی اسے دیکھے تو شہر ہو
 اسکی قسمت پہ کریں رشک زمانے والے
 رہر و راہِ مدینہ اگر اضعف ہو جائے



ہم نے مائیتِ غریب ہیں ہم
 پھر بھی ہم کو یہ فخر حاصل ہے
 غم کے مارے ہیں بد نصیب ہیں ہم
 کہ سگانِ درِ حبیب ہیں ہم



مدینے کے آقا کی شان اللہ اللہ
 بلایا سر عرش معراج کی شب
 مسافر کی طیبہ کے قیمت تو دیکھو
 خدا رکھے اس کی بہار کو قائم
 وہ گھائی احد کی فطائف کا میدان
 نہیں سوئے امت کے غم میں محمدؐ
 کوئی لمحہ خالی نہ تھا یا حق سے
 مہو جلوت کہ خلوت سدا ذکر حق تھا
 بھلا ہم سے کیا ہو یا اللہ اللہ
 یہ توقیر یہ عز و شان اللہ اللہ
 ہے سرکار کا یہاں اللہ اللہ
 مدینے کا وہ گلستاں اللہ اللہ
 یہ پیارے کا تھا امتحاں اللہ اللہ
 وہ راتوں کو اشک رواں اللہ اللہ
 ہمیشہ تھا وردِ زباں اللہ اللہ
 عیاں اللہ اللہ نہاں اللہ اللہ

مجھے نارِ دوزخ کا کیا خوف اصغرؑ

جو سرکار میں مہرِ باں اللہ اللہ



عالم کے لئے نورِ ہدایت ہیں حضورؐ
 دُعا میں اور آخرت میں رحمت ہیں حضورؐ
 بندوں کے لئے ہزاروں نعمتیں ہیں
 اللہ کی سیبِ بڑی نعمت ہیں حضورؐ



غم بھر کا پھر ہوا زخم تازہ، وہی چشم گریاں وہی ہسوزاں
 میرے دل میں پھر چکیاں لے رہے مدینے کا سودا مدینے کا
 نہیں ہے مجھے حسرتِ باغِ رضواں، نہیں ہے مجھے خواہشِ حورِ غلام
 تمنا ہے اتنی ان آنکھوں سے دیکھو، مدینے کے کوچے میں گئی گا
 تمنا ہے زر کی نہ دولت کی خواہش جو ہے آرزو تو یہی آرزو ہے
 مجھے میرے سر کا طیبہ بلائیں، مدینے کا مجھ کو دکھائیں گلستاں
 لگائی ہے رٹ دل نے طیبہ کی ہر دم، مدینے کی ہر آن لے جے تجو ہے
 یہ مجھ سے سبھا لے سنبھلنا نہیں اب اس دل کا ہے بس یہی نگہبار
 نہ دل کو سکوں ہے، نہ ہے شب کی راحت وہی ایک صحن چوہی الگ لگتی
 متاؤں میں کس طور بے چین دل کو، کروں کس طرح در کا کے درماں
 رُپے بخش ہے کک ہے چھن ہے، مری زلیت ہے اضطرارِ مسلسل
 مدینے میں ہے میری آنکھوں کی ٹھنڈک، مدینے میں میری تکیں کلاماں
 یہی آرزو ہے کہ دیکھوں وہی جہاں رات دن جڑتیں ہیں برستاں
 جہاں پٹیلے آرام فرما محمدؐ دوعالم کے آقا، دوعالم کے سلطان
 ادھر بھی کرم کی نظر یا محمدؐ، ادھر بھی نگاہِ عنایت خدایا
 میں ہوں اصغرِ خستہ جبر و حُفّت، غلامِ غلامِ غلامِ غلام



طبیعت پھر اہل مدح سرور
 محمد، محمد، محمد، محمد
 نبی مکرم، رسول معظم
 سراپا امانت، جسم صداقت
 لگانہ شجاعت میں اہمیت پائی لگتا
 فصاحت میں ہم پلہ جس کا نہیں ہے
 وہ جس کے شامل کا منظر میں گویا
 وجود ان کا اول، ظہور ان کا آخر
 کبھی آپ دل میں جو تشریف لائے
 کرو تیرگی دور بختِ سید کی
 اگلنے لگا خامہ، مضمون کے گوہر
 دو عالم کے آقا دو عالم کے سرور
 وہ انسانِ اعظم وہ رحمتِ لبربر
 عنایت کا منظر، محبت کا پیکر
 سخاوت میں بیشل احساں کا مصدر
 بلاغت میں جس کا نہیں کوئی ہمسر
 ابوبکر و فاروق و عثمان و حیدر
 بیاطن مقدم، بظاہر موحّد
 کئے دیدہ ترے موتی بچھا اور
 دکھا کر مجھے اپنا بھڑے مہوڑ

پنہ لول گا دامن کے سائے میں تیرے
 مجھ کو کیا بگاڑے گا غورِ شیدِ محشر



کوئی دیکھے معراج شاہِ مدینہ ق کوئی دیکھے رقتارِ نورِ پیہر
گئے عرش پر اور دم بھر میں آئے جو ہلتی تھی زنجیرِ تھاگرم بستر
لطاقت کو کیا پہنچے جسمِ نبی کی خیائے قر، یا شمیم گلِ تر

شفاعت کی امید ہم کو نہ ہو کیوں
بنیں امتی ان کے نبیوں نے چاہا
ہمیں خوف کیا حشر کی تشنگی کا
وہ بھر بھر پلاتے ہیں میکش کو اپنے
مواہبِ فیضان سب انبیا کا
وہ کس طرح دیتے ہیں دیتے ہیں کیا
زروسیم کے سب کو بخشے خزانے
یہ تیری عنایات، الحمد للہ
ہمیں بھی عنایت ہو شانِ بلائی
یہی دل میں ارماں ہے جب جان نکلی

ہمارا نبی شافع روزِ محشر
کچھ اس شان کے ہیں ہمارے پیہر
نبی کو ملے ہیں جو تسنیم و کوثر
ذرا کوئی مانگے تو ساقی سے بڑھ کر
مگر بے کھلا حشر تک آپ کا در
ذرا کوئی دیکھے گدا ان کا بن کر
مگر مایہ مصطفیٰ ایک حیا در
یہ فیض و عطا تیرا اللہ اکبر
ہمیں بھی عطا ہو جلالِ البدر
تو انام لب پر ہو قدموں پہ ہو سر

اے میرے مولیٰ بلا کو مدینے
ترطیت رہے ہند میں کب تک اصغر

عشق احمد کے متوالو آگے بڑھو عشق احمد تمہارے ہوسینے میں ہے
 بھیک لینے کرم کی مدینے جلو، ہم فقیر دل کا داتا مدینے میں ہے
 شہر مکہ میں ہے عفت پر حلال اور مدینے میں رحمت باجاء
 مرے سرکار میں رحمت دو جہاں اس لئے ان روضہ تدریس ہے
 جسم اطہر لطافت سے محو ہے، بغیر پاک یہاں تو رہی لاونے
 مشک و عنبر میں بھی ایسی خوشبو کہاں جو پاک بنی کے پسینے میں
 خدگی ہو تو ان کے طریقہ ہو، زندگی ہو تو ان کے طریقہ ہو
 ان کے جینے کا انداز جس میں نہیں، قلادہ کیا بھلا ایسے جینے میں
 ان کا دیدار حاصل ہے تام و سحر، وہ قصوں میں رہتے ہیں آٹھوں
 ان کی سیرت ہمیشہ ہے پیش نظر، ان کی سیرت بھی دل لگیلئے میں
 چاہ زمزم چس دم پہنچ جاؤں میں، آب زمزم کو کون سمجھ کر پو
 جا کے پیے میں زمزم وہی لطف ہے، حوض کوثر پہ جا کے جو پیئے میں ہے
 سوئے طیبہ ہے اپنا سفینہ رواں، لاکھ طوفاں اٹھا کر نہیں
 اس مبارک سفر میں یقین ہے مجھے، ساتھ مولا کی رحمت میں ہے
 ہے مکرم مقدس وہ کاغذیت، جس پر موت ہے قرآن لکھا ہوا
 مرتبہ کیا اس آدمی کا بیاں، سارا قرآن بکھرا جس کے سینے میں ہے
 ہم گنہ گار ہیں اور خطا کار ہیں، تیرے محبوب کی لیکن امت میں
 تیری رحمت کے محتاج ہیں اے خدا کیا کمی اسکی تیرے خونے میں
 سیرت پاک کی مجلسیں کیجئے، اس میں میلاد کی محفلیں کیجئے
 جس جہنم میں پرست کی ولادت ہوئی، تیرو برکت بڑی اس میں ہے
 اس قدر تیری کتب مبارک ہری کمال، جس میں طیبہ و عبادت اب قوت نصیب میں ہے
 میں ہا ہویا دل میں ہے



تاجدارِ دین و دنیا اے شہِ عالمی مقام
 ہر عملِ غلوظ ہے تیری حیاتِ پاک کا
 ہے نمونہ کامل و اکمل لبستر کا تیری ذات
 کرتا ہے قرآن میں توصیف خود پروردگار
 انبیاء کی بزم میں اس طرح تو ممتاز ہے
 خسروی اور قیصری پر کوئی نازاں ہو تو ہو
 فلسفی و منطقی و نکتہ داں اہل زبان
 تربیت سے تو نے ذروں کو بنایا اقتدار
 اُپرے ٹھوکر میں ان کی قیصر و کمر کے تاج
 آگئی ہاتھوں میں ان کے سلطنتِ بادشاہ

وجہ تسکین دل و آرام جاں ہے تیرا نام
 جس سے مستحکم ہے اسلامی شریعتِ نظام
 دے گیا تو آدمی کو عرش سے اونچا مقام
 کیا ایسا ہو ہم سے تیرا مرتبہ تیسرا مقام
 محفلِ انجم میں تاباں جیسے ہو بادِ تمام
 ناز ہے ہم کو اسی پر ہیں ترے ادنیٰ غلام
 غرق ہیں حیرت میں تیرا دیکھ کر حسنِ کلام
 بن گئے بدو عرب کے ساری دنیا کے امام
 آگئے زمینیں ایران و روم و مصر و شام
 جن کے ہاتھوں میں رہا کرتی تھی اونٹوں کا نام

تیرے احساناتِ اصغر بے بیاں کیا ہو سکیں
 تجھ پہ ہوں لاکھوں درود اور تجھ پہ ہوں لاکھوں سلام



دو نوں جہاں کی رقیس صد ہیں انکی ذات کا
 ان کی ذات ہے سبب تخلیق کائنات کا
 ان کی ذات ہے چراغ محفل کائنات کا
 نام جب ان کا لے لیا مٹ گیا غم حیات کا
 غرق سفینہ ہو گیا لات کا اور منات کا
 ذرہ اک اک چمک اٹھا جس سے رہ حیات کا
 اعجاز کیا بیاں کروں آپ کے التفات کا
 بحثا سلیقہ آپ نے ہم کو ہر ایک بات کا
 ملتا ہے جن سے آج بھی درس ہیں ثبات کا

احسان ہے کائنات پر سرور کائنات کا
 ان کے وجود کے طعین پا گئے دو جہاں وجود کا
 ان کے وجود ہی سے ہے دونوں جہاں نشی و نشانی
 دل کو سکون مل گیا لب پہ تبسم آگیا
 بحر جہاں میں آپ نے طوفانِ حق کیا بپا
 اسوہ پاک آپ کا نور کا اک ہمارے
 خود بھی نہ تھے جو راہ پر اوروں کے رہنا بنے
 ہم کو سکھائے آپ نے آدابِ زندگی تمام
 ان کے ہی اسوہ حیات بدرِ واحدِ معرکے

اصغر خستہ دل ہے حشر میں ان کا آسرا
 ہے شب و روز مدحِ خوالہ کی ہی پاؤں کا



نام بنی یہ مرنے کو تیار ہیں تو بس
اتنے اگر ہم ان کے وفادار ہیں تو بس

کر دیں بنی کے ایک اشارے پہ جاں نثار
ان کی رضا کے ایسے طلبگار ہیں تو بس

جس وقت تو لے جاتے ہوں اعمال روزِ حشر
”پلے پہ میرے احمد مختار ہیں تو بس“

سبح ہے گناہ گار ہوں عصیاں شعار ہوں
محشر میں آپ تاصر و غمخوار ہیں تو بس
فضلِ خدا سے ہوں گے مر سب گناہ موخت
میرے سفارشی شہِ ابرار ہیں تو بس
سارا زمانہ مجھ سے خفا ہے تو کیا ہوا
حاجی میرے اگر مرے سرکار ہیں تو بس
اصغر اب اور کوئی طرہ دار ہو نہ ہو
شاہِ مدینہ میرے طرفدار ہیں تو بس

محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں

محمد شافعِ روزِ جزا ہیں محمد عاصیوں کا آسرا ہیں
 محمد تاجدارِ انبیاء ہیں محمد شمعِ یزمِ دوسرا ہیں
 محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
 محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد بحرِ الطاف و عطا ہیں محمد منبعِ جود و سخا ہیں
 محمد چشمہٴ صدق و صفا ہیں محمد پیکرِ صبر و رضا ہیں
 محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
 محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد ہر دے کے پیشوا ہیں محمد جہنپادِ وحیِ خدا ہیں
 محمد زندگی کا مدعا ہیں محمد نورِ ذاتِ کبیرا ہیں
 محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
 محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد غمگسارِ بیکار ہیں محمد دستگیرِ ناتواں ہیں
 محمد چارہٴ بے چارگان ہیں محمد رہنمائے گمراہ ہیں
 محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
 محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد ہادی دین مبین ہیں محمد قلیہ ارباب دین ہیں
 خمد خاتم حق کے نگین ہیں محمد عرش کے مستنشین ہیں

محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں

محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد رحمۃ للعالمین ہیں محمد تاجدار مرسلین ہیں

محمد خانہ دل کے سکین ہیں محمد حاصل دنیا و دلی ہیں

محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں

محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد میں شفیع روزِ محشر محمد میں حبیب رب اکبر

محمد سب سے افضل بلائی داؤ محمد رحمتِ عالم سراسر

محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں

محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد چارہ سازِ درمنداں محمد میں طبیبِ دردِ عصیاں

محمد مقصدِ ہر ایں و ہر آن محمد میں چراغِ بزمِ امکاں

محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں

محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد نازدارِ رازِ یزداں محمد واقفِ اسرارِ پناہاں

محمد صدرِ بزمِ اہلِ عرفاں محمد مہرِ کفرِ قدراں

محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں

محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد مبتدائے سالکاں ہیں محمد ملتہائے عاشقاں ہیں

محمد سرور کون و مکان ہیں محمد پادشاہِ دو جہاں ہیں

محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں

محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد میں شفیقہ اہلِ عصیاں محمد نامِ نامی راحتِ جہاں

محمد کی محبت عینِ ایماں محمد پر اتارا حقِ تے قرآن

محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں

محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد محزنِ اسرارِ حق ہیں محمد مظہرِ انوارِ حق ہیں

محمد مرکزِ پرکارِ حق ہیں محمد حق یہ ہے شہکارِ حق ہیں

محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں

محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد خیر صادقِ لقب ہیں محمد سیدِ الانب ہیں

محمد خیر ایران و عرب ہیں محمد خلقِ آدم کا سبب ہیں

محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں

محمد جو کہو اس کے سوا ہیں

محمد کاشفِ رازِ سبل ہیں محمد فخرِ دیں فخرِ رسل ہیں

محمد گلستانِ دیں کے گل ہیں محمد باعثِ تخلیقِ کل ہیں

محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں

محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

محمد میرے آقا میرے سلطان
 محمد پرفدا میرے دل و جان
 محمد ہیں مری کتکین گاماں
 محمد اصغر خٹہ کا ارماں
 محمد کیا بتاؤں میں کہ کیا ہیں
 محمد جو کہو اس سے سوا ہیں

(۵۵)

قطعہ تقرب روانگی حج جناب محمد حبیب الدین صاحب
 (المعروف بہ حاجی میاں حسّاح)

حج کو جاتے ہیں آج حاجی میاں
 آج دل کی مراد بر آئی
 ہو گئے اسیم بامستی آپ
 دیکھو قدرت کی کار فرمائی
 کعبہ جانا تمہیں مبارک ہو
 ہو مبارک وہاں جیں سائی
 ہو مبارک زیارت طیبہ
 کیا سعادت یہ تم نے ہے پائی

بہ سفر رفت مبارکباد
 بہ سلامت روی و باز آئی

مدینے والے!

مرے آقا مرے سرکار مدینے والے مرے مولا مرے سردار مدینے والے
 اتنی ہے عرضِ گنہگار مدینے والے جیکہ ہوں نزع کے آثار مدینے والے

مونسِ بآپ کا دیدار مدینے والے! رات دن مجھ کو مدینے کی لگن رہتی ہے
 دل میں اک دردِ کلیمے میں چھپی رہتی ہے آتشِ شوق کی سینے میں جلن رہتی ہے
 آپ کی یادِ اسدِ اشعلہ فگن رہتی ہے کیا جیسے ہجر کا بیمار مدینے والے!

میری برسوں کی تمنائیں تہِ برباد کرو غمِ ریدہ ہوں بہت جلد مجھے یاد کرو
 دل کے اترے ہوئے کا شعلہ کو آیا کرو بارغِ یثرب میں بلا کر مرا دل شاد کرو
 دیکھ لوں آپ کا گلزار مدینے والے

پردہ اپنا رخِ روشن سے ہٹا دو مولا دل میں جو آگ لگی ہے وہ بجھا دو مولا
 میری سوئی ہوئی تقدیر جگا دو مولا خواب میں صورتِ زیبا کو دکھا دو مولا

ملو کرم اتنا تو ایک پار مدینے والے! لاکھوں بھولوں سے نبوت کا گلشن خوا

انبیاء و پھول ہیں آقا ہیں مرے مثلِ گلاب وہ تارے ہیں اگر آپ درخشاں تھا
 آپ کا عالمِ امکان میں نہیں کوئی جوا آپ خالق کا ہیں شہکار مدینے والے

آپ کی چشمِ کرم کا جوا اشارہ ہو جائے ایک لکھ لکھ سال کا سفرِ زمانہ ہو جائے
 اصغرِ خستہ کی بخشش کا سہارا ہو جائے ایک رحمت کی نظر اس پہ خدارا ہو جائے

بے کرم آپ کا درکار مدینے والے

مُحْسِنِ انْسَانِیَّتِ کا ظہور

غرقِ ظلمت تھا، چھائی تھی ہر ترنگی
 رفتہ رفتہ مٹ چکے تھے دہر آثارِ حق
 کفر کا ادب اڑ رہا تھا جا رہا تھا جا رہا
 جانور سے بھی گیا گذر تھا انسان کا مقام
 لٹ رہی تھی آدمی سے آدمی کی آبرو
 موت سے بدتر جہاں میں زندگی غور کی تھی
 بن گئے تھے چور ڈاکو قوم کے اپنی امام
 تھے کچھ شیطان کے ناپاک کچھ ہر طرف
 پوجے جاتے اپنے ہی ہاتھوں تراشیدہ صنم
 انشرف المخلوق تھا ازل کے آگے بجا
 سب پہ لاکھ خدا کا کعبہ رب جلیل
 اس میں پختے تھے خدا بن کر بن لا دنا
 کا دال تھا راہ گم کردہ کوئی رہبر نہ تھا
 تھا خدائی چھپ چھپوں میں عتائی نہ تھی
 خلق پیاسی مضطرب تھی تجو میں آپ کی
 ذلت دستی کے غاروں میں پڑا تھا آدمی
 کوئی دنیا میں نہیں تھا کاشف اسرار تھی
 شمعیں سب گل تھیں اندھ چرا چرا جا رہی
 کوئی بن بیٹھا تھا آقا اور تھا کوئی غلام
 سبے ارزاں چیز تھا دنیا میں انسانی ہون
 اس کی جہاں کی اور عصمت کی نہ تھی قیمت
 سود خواروں کے نخس ہاتھوں میں تھی رب کی زمام
 برسرِ پیکار تھے خالق سے بندے ہر طرف
 تھی جمیں انسانیت کی پھر دل آگے خم
 جہل کے باعث کھنڈرات تھا سرگرم سلیز
 یعنی وہ بیت الحرم معمار تھا جس کا حلیل
 بے ہنر تھے رب کے سب کیا بے تقاضا حیات
 ریزوں کا ڈر تھا منزل کا نہ تھا کوئی پیتا
 گلشنِ عالم میں مد سے بہا رائی نہ تھی
 چشمِ بدینا منتظر تھی ہر عالم تاب کی

دو تہ کے ہاتھوں نے پھر تاریخ کا المناظرین
 چوٹیوں سے نور اک ظاہر ہوا خاراں کی
 یا یہ کہے سینہ ظلمت سے نکلا آفتاب
 جس کی حضور سے بگم گناٹھ اور دیوار و بام
 وہ رسول ہاشمی وہ رحمت للعالمین
 آمنہ کالال، عبداللہ کا درِ متیم
 رکھ دیا جس نے بدل کر گردشِ افلاک کو
 صفی رنگی پہ بریا کر دیا اک انقلاب
 کر دیا روشن دلوں کو جس نے علمی نوید سے
 جس نے رازِ مہتی بے بود کی تفسیر کی
 جس نے بخشی دولتِ خود آگہی انسان کو
 گمراہوں کو جس نے بتلائی صراطِ مستقیم

وے گیا انسانیت کو عرش سے اونچا مقام
 ہوں درود اس پر ہزاروں اس پہ ہوں لاکھ سلام

پھر زمانے میں ہو یا ہو گئے آثارِ حق
 ہر طرف پھیلا اجمالِ تیرگی سب چھٹ گئی
 پھر تار تار کیاں کرتا حقیقت نے نقاب
 بن گئی صبحِ مسرت زلیت کی عمیقین شام
 قبلہ اربابِ الفت ہادی دینِ مبین
 جس کی بعثت سارے انسانوں پہ احسانِ عظیم
 عرش کی رفعت عطا کی جس نے مرثِ خاک کو
 کر دیا تاریخ کا آغاز اک رنگین باب
 بھر دیا سلیموں کو جس نے شعلہ ہائے ظلم سے
 جس نے خوابِ زندگی کی بے خطا تعمیر دی
 جس نے بخشی معرفت کی روشنی انسان کو
 حشر تک جاری رہیگا جس کا فیضانِ عظیم

سرایائے انور

مجھے مل گئی دولتِ مدحِ نور
 میں ہوں مدحِ خوانِ رسولِ مرطہ
 نہیں مرتبہ میں کوئی گھس سے بڑھ کہ
 ہے جس کی غلامی بھی شاہی سے بہتہ
 بیاں کر رہا ہوں سرایائے انور
 ڈھکا جو عمامے سے رہتا تھا اکثر
 تو تھا دھواں نکلتا روئے انور
 خجل ہو جیسے دیکھ کر ماہِ انور
 نکل آئے یادِ ہلالِ آسمان پر
 ہیں آنکھیں کہ صبا کے کوثر کے ساغر
 ہوا ان کو دیدارِ حق کا میسر
 تو ہو جائے صانع کی صنعتِ شہ شہ
 جچیں خاکِ نظروں میں اعلیٰ اور گہر
 بیاں ان کی توصیف ہو مجھ سے کیونکر
 تھا پر نور کانوں میں کچھ ایسا جہر
 کہ ہو جائیں بے ہوش موسیٰ بھی اگر

جہاں میں کسی کو ملا مالی و زر
 میں ہوں عندِ لیبِ ریاضِ مدینہ
 بفضلِ خدا میرا حمد و ج وہ ہے
 گدا جس کے در کا ہے خر سے ارفع
 یہ تصویر آنکھوں میں دل میں بسا لو
 بڑا اور تھوڑا اس مبارک
 اگر شانِ واللیل رکھتی تھیں زلفیں
 جبینِ مبارک بلند اور روشن
 دو ابرو میں پیوستہ ایک دوسرے
 میں ان کے تصور سے ہوں مست ہر دم
 ان آنکھوں نے معراج میں حق کو دکھا
 جو بیتی کو دیکھے کوئی چشمِ بینا
 تصور میں ہیں ان کے لب اور دندا
 میں دوا گوشِ اطہر کو شبہ کس سے
 ملائک کی آواز سننے تھے حضرت
 وہ رخسارِ تاباں و حق کی تجلّا

گھنی اور لابی تھی ریشِ مبارک
 تھی آئینہٴ صاف و شفاف گردن
 دو سینہ کہ تھا معرفت کا خزینہ
 تھا سینے کے ہموار بطونِ مبارک
 بلند اور چوڑے تھے حضرت کے شانے
 میانِ دو شانہ تھی جہرِ نبوت
 سُرول اور پر تور بازوئے اقدس
 اگر خاکِ پا ان کی پا جائیں ہوئی
 کہوں قد والا کو طوبائے جنت
 غرض حسن کا ایسا کا بلِ نمونہ
 سفید آنکھوں میں اس میں تھے مونے اظہر
 بنے حبیبے نورانی سلیچے میں ڈھل کر
 منور تھا نور الہی سے بیکر
 اور اک خطِ مونا فک تھا منور
 بہت صاف و ہموار تھی پشتِ انور
 کہ پیغمبری ہو چکی ختم ان پر
 تو شفاف و پر تور پارے مطہر
 ملیں اپنے چہرہ پہ عازہ سمجھ کر
 یہ سوءِ ادب ہے قیامت کہوں اگر
 دو عالم میں ڈھونڈو نہ ہوگا میسر

کبھی خواب ہی میں ہو دیدارِ حاصل
 یہ ارمانِ مدت سے رکھتا ہے اصغر

حسرتِ طیبہ

خوش نصیب مدینہ پہنچ گیا ہوگا
 سکونِ روح کا آنکھوں کا نور ہوگا
 برستے ہوں گے شبِ دروزِ فضل کے انوار
 بہارِ بارغِ مدینہ کی دیدنی ہوگی
 دلوں کو مست کریں گے نسیم کے جھونکے
 اند کے شہرِ مدینہ میں عاشقوں کا ہجوم
 نظر کسی کی لگی ہوگی آستانے پر
 کسی کے لب پہ تسلیم کی جھلکیاں ہوں گی
 کوئی گرائے گا خاموشِ اشک کے موتی
 کوئی کہے گا میں قربانِ یا رسول اللہ
 کوئی گزارتا ہوگا وہاں پہ سجدہ شوق
 کوئی تو ہوگا قیامِ سجدوں میں مصروف
 سخنِ عجیبِ سماں ہوگا اور عجیبِ منظر
 وہ اپنے بخت پر کیا ناز کر رہا ہوگا
 عجیبِ نعمتیں طیبہ میں پار رہا ہوگا
 تجلیاتِ کائنات کا دکھلا ہوگا
 گلوں پہ غنچوں پہ عالمِ شباب کا ہوگا
 گلاب و مشک سے روضہ ہر گاہ ہوگا
 عجیبِ عشق کے منظر دکھا رہا ہوگا
 تو کوئی کنبہِ خفزی کو تک رہا ہوگا
 تو کوئی فرطِ محبت سے روز رہا ہوگا
 تو کوئی مار دھاڑیں مچھ رہا ہوگا
 کوئی خدا لک روئی پکارتا ہوگا
 جہاں پہ نقشِ کفِ یائے مصطفیٰ ہوگا
 کوئی حضور کو قراں بنا رہا ہوگا
 کہ جس کو دیکھے سے ایمان بڑھ رہا ہوگا

وہ دن بھی لائے ہذا حبِ چشمِ محمد
 یہ طلبِ نظر سے مدینے میں دیکھتا ہوگا

دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری

کب تک میں غم کھاؤں سکھی ری
 کب تک دل تڑپاؤں سکھی ری
 دل کی لگی کو بھیاؤں سکھی ری
 بگڑی اپنی بناؤں سکھی ری
 جی میں جاؤں طیبہ نگریا
 واپس پھر نہ آؤں سکھی ری
 ہاتھ جوان کی جالی چھولیں
 جی میں مگر مکاؤں سکھی ری
 پیارے نبی جی کے میں ہلساری
 پران بھی ان پہ گنواؤں سکھی ری
 پیارے نبی جی جو دکھیا میں
 دھو دھویوں میں پاؤں سکھی ری
 کر لوں جب میں ان کا درشن
 چوکھٹ پہ مرجاؤں سکھی ری
 پیچوں گی جب شب بھر
 پیدا صغر کے سناؤں سکھی ری
 ہجر کا بیخ اٹھاؤں سکھی ری
 دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری
 من کے بھول کھلاؤں سکھی ری
 دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری
 واہیں گجباروں ساری عمر یا
 دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری
 تینا مورے موتی روئیں
 دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری
 تن من دھن سب ان پرواری
 دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری
 صدقے ہو کر لوں میں بلائیں
 دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری
 بھینٹ کروں میں اپنا جیون
 دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری
 خوش ہو گاؤں نصیب نبی کی
 دیس نبی جی کے جاؤں سکھی ری

عازم مدینہ سے

مدینے کے جانے والے مافر! ہمیں بھی براہ کرم یاد رکھنا
 مبارک ہو حج و زیارت کی دولت ہمیں بھی مرے محترم یاد رکھنا
 حضوری کی جس وقت عزت ہو حاصل غلاموں کا آقا سے احوال کہنا
 خدا را حضور شدین و دنیا، غریبوں کے درد و الم یاد رکھنا
 مدینے کے سرکار کو سب بتانا کلامت پر ان کے گزرتی ہے کیا کیا
 سر و قسرت کی سرتیوں میں ذرا غم نصیبوں کا غم یاد رکھنا
 یہ کہنا مصائب میں امت گھری ہے، خبر لیجئے بے بہاروں کی آقا
 گنہگار میں گو، مگر میں تمہارے ہمیں اے شفیع احم یاد رکھنا
 جب امت کا احوال سب کہہ چکو تم سر و دل کا بھی کچھ حال کہنا
 مجھے بھی ذرا عازم خلد طیب، مرے درد دل کی قسم یاد رکھنا
 تڑپتا ہوں دن و رات فرقت میں میں بھی بہت میں بھی مشتاق ہو جاؤں
 نظر میں رہے میری بیباکی دل مرا سوز غم چشم نم یاد رکھنا
 عاکلے جیب کبھی لاکھ اکھیں گنہگار اصغر کو مت بھول جانا
 مری آرزو میں، مری التجا میں بدرگاہ شہ، ہم یاد رکھنا

حاجیوں کی واپسی پر

بیاں کیا بھلا ان کی خوش قسمی ہو، بیاں کیا کروں ان کا اچھا مقدر
 جواض مقدس گواہیں ہوئیں شرف حج کا دولت زیارت کی پا کر
 سعادت یہ ہے ہر سعاد سے بہتر یہ دولت ہے ہر ایک دولت سے بڑھ کر
 بڑی ان کو حاصل ہوئی ہے سعاد بڑی ان کو دولت ہوئی ہے میر
 یہ آنکھیں خدا کی قسم محترم میں، یہ آنکھیں تو ہیں چوم لینے کے قابل
 ان آنکھوں نے دیکھا ہے آقا کار و خدا ان آنکھوں نے دیکھا اللہ کا
 یہاں سے گئے تھے گنہگار لیکن وہاں گناہوں کو بخشا کے آئے
 بہا کر حرم میں ندامت کے آئندہ صلا آئے میں سارے عسکریاں کا فتر
 جو حج سے ملی مغفرت اور بخشش، زیارت حاصل ہوئی ہے شفا
 کرم ارحم الراحمین کا تھا کیا کم، ہوا رحمت دو چہاں کا مکر
 منے عشق وایماں سے محو رہے دل بسے ہیں نگاہوں میں طیبہ جلو
 خدا جانے کیا تو رہیں ساتھ لائے، ہیں پر نور آنکھیں عینیں منور
 وہاں سے جو لوٹ آئے ہیں تازہ تازہ وہاں کی برک بایا د آ رہی ہے
 صدا میں وہی کان میں گوئی میں مناظر وہی دل میں ہیں جلوہ گرم
 وہ احرام میں سب کا لبوس ہونا وہ سجدے میں اک ساتھ سر کو جھکانا
 اخوت مساوات کا وہ نظارہ، نمازوں کا ایمان افرا وہ منظر
 وہ بیت الحرم جس کو کہتے ہیں کعبہ، وہ دنیا میں گھر سے پہلا خدا کا
 زمیں پر وہ عرش علی کا نور، تقدس میں عرش علی کے برابر

وہ پروانہ دار اس کے اطراف پھیرنا، لپٹ کر کبھی اس کے پردے سے رونما
 وہ تکبیر و تحمید و تقدیس رب کی وہ لبیک لبیک سب کی زباں پر
 مقام برائیم پر وہ نمازیں، حطیم مبارک میں وہ التجائیں
 کھڑے ہو کے میز اب رحمت کے نیچے لٹانا وہ آنکھوں اشکوں کے
 بجھانا کبھی پیاس زمرم پہ جا کر، کبھی مانگنا ملے ترم پر دعائیں
 کبھی جہا کے رکھی مانی کو بھڑونا، کبھی چومنا سنگِ اسود کو بڑھ کر
 وہ سخی صفا اور مردہ کا منظر، منیٰ اور عرفات میں وہ حضوری
 وہ مزدلفہ کی شب میں الحاح و زاری، وہ حمید تسبیح و تہلیل شب بھر
 مدینہ کا نقشہ بھی ہے سب نظریں، وہ پر نور گنبد دروضہ کی جالی
 حریم رسالت کا وہ آستانہ، جہاں جھلکتے ہیں بادشاہوں کے بھیڑ
 رسول خدا کی وہ نورانی میحی ہے توڑ علیٰ نور ہر شے جہاں کی
 وہ دلکش ستوں اور وہ اونچے منارے دل افروز و بامِ مخرابہ
 غرض وہ مناظر نظریں ہیں پھرتے جو باعث ہیں ایمان میں تازگی کے
 وہ آیات و آثار دل میں بسے ہیں جو اسلام کی ہیں صداقت کا منظر
 جو کرائے ہیں اپنا ایمان تازہ، زباں پر بھی اس کا اثر لازمی ہے
 سنا ہے بزرگوں سے چالیس دن تک دعا حاجیوں کی ہے موجود اور
 اب اے حاجیو! تم سے یہ التجا ہے، دعا تم کو صدق دل سے خدا را
 اس الٰہی مقدس میں اصرار بھی پہنچے اسے بھی ہرج و مرج زیارت میتر

فریاد

اے شرم سلیں اسے ہمتاہ دیں کچھ سیکوں پر کرم کی نظر
بیر اُمت کا طوفاں میں ہے آگھرا، جلد لیجے خدرا ہماری خبر
دردِ غم کی کہانی سنائیں کسے، جو گزرتی ہے ہم پر بتائیں کسے

چہر کر اپنا سینہ دکھائیں کسے، پھلنی پھلنی ہے زخموں کا دل اور جگر
یامِ رفعت سے بڑکا فلک نے ہمیں، ہائے فقرِ مذلت میں ہم گر پڑے

مال و دولت ہے باقی نہ جاہ و شہم، ہو گئی اپنی دنیا ہی زیرِ وُزیر
ہاں زمانے میں یکتا تھے ہم بھی کبھی، علم و فن میں کوئی اپنا ہم نہ تھا

اب تو بے مایہ ہم سا نہیں دہر میں، ہم سادہ دنیا میں کوئی نہیں بے ہنر
تیرگیِ بخت کی دور ہوئی نہیں، اپنا بلکہ اُقدر سوتا نہیں

کوئی تدبیر ہوئی نہیں کارگر، تالہ ہے نارسا، دھڑکا ہے اثر
آپ نے بھی جو حشیم کرم پھیر لی، ہم گنہگار آخر کہاں جائیں گے

نام لیوا تمہارے ہیں جیسے بھی ہیں، جائیں کسی در پہ در آپ کا چھو کر
تا بہ کئے ظلم دنیا کے سہتے رہیں تاکہ بہ کئے دہر میں خواہ اور روار ہیں

میرے مولا خدا سے دعا کیجئے، اب تو ہو جائے کا یا پلٹ کر سر
پھر مسلمان عالم میں ممتاز ہوں، ایک ہوں نیک ہوں اور سرفراز ہوں

پھر سے حاصل کریں عظمتِ ماضیہ، شامِ غم جا کے آئے خوشی کی بحر
ہند میں کب تک آخر ترپتا رہوں، تا بہ لگے ہجر کے صدے بہتار ہوں

جلد شرب سے آوے بلا و لمحہ، جلد باز ہوں مدینے کا رخ سفر
اصغر خنہ جاں کا یہ زمانہ ہے عجیب، انکسے اُنکسے نظر نام نامی ہو کر ہو قلوب

سلام

مصطفیٰ جانِ عالم پہ لاکھوں سلام
 خلق میں جس سے کوئی مکرم نہیں
 دونوں عالم میں انکی ہی ہے رومی
 حشر تک سے درِ فیض بنی کا کھلا
 عاشقوں کے ہیں دل جنہیں لکے ہوئے
 غم میں امت کے روتی تھی راجھر
 معترف جس کی سچائی کے تھے عدد
 جس نے انسان کو بخشتا مقام بلند
 اُن کی خاطر بنائے گئے دو جہاں
 فخر اولادِ آدم پہ لاکھوں سلام
 اس بتی مکرم پہ لاکھوں سلام
 شمعِ یزید دو عالم پہ لاکھوں سلام
 ان کے فیضانِ کرم پہ لاکھوں سلام
 پیاری زلفوں کے اس خم پہ لاکھوں سلام
 پیاری اس حقیقت پر خم پہ لاکھوں سلام
 ایسے صدقِ محمد پہ لاکھوں سلام
 ایسے انسانِ اعظم پہ لاکھوں سلام
 وجہِ تخلیقِ عالم پہ لاکھوں سلام
 نبی کس اصغر کا ان کے سوا کون ہے
 اس کے ہمدرد و ہمد ہم پہ لاکھوں سلام

مناجات

کیوں ہم اس بار یقین نہ کریں
 جب کسی اور کا نہیں ہے یہ قول
 ہے الہی نظام کا دستور
 حق و باطل میں فرق کرتا ہے
 ہے ذریعہ نجات و بخشش کا
 اسی پر عامل ہے اگر ہر دم
 دام ابلیس میں نہ آئے گا
 حق سے الفت کا جس کو دعویٰ ہے
 اس کو قرآن سے عشق ہوئے
 ہیں فضائل شمائی سے باہر
 کچھ اسی سے لگاؤ اندازہ
 پاک قرآن پاک سے نسبت
 شب وہ بہتر ہزار ماہ ہے
 لیکن ایسی کتاب کو اقوال
 جھوٹے ہیں جب ہم یہ کتاب
 سن چکے ہوں شرم کی قیمت کے

اے عظیم و رحیم و کریم و قدیر
 اے کئے تو ہے رگ و جان سے بھی قریب
 قوی ستارے دکھائے دلوں کی پکار
 بیکسوں کی ضعیفوں کی فریادیں
 تیرے دربار میں ہاتھ اٹھائے ہوئے
 کس سے مانگیں بتاؤ ہی تیرے سوا
 صاحبِ قبابِ توسین کا واسطہ
 جس پہ چلتے رہے اولیاء انبیاء
 اے خدا خاتمہ کر ہمارا بخت
 اپنے گھر کو بلا کر ہمیں شاد کر
 اپنے پیارے پیغمبر کا روضہ دکھا
 سنگِ اسود ہمیں چومنا ہو نصیب
 ہر عمل ہم کریں پورے اخلاص سے
 اپنا اور اپنے محبوب کا عشق ڈال
 عشق احمد میں آئے نہ کوئی کمی
 اُن کی الفت سدا دل میں پلتی رہے

یا الٰہی ہمیں ذکر کا شوق دے
 کر بزرگانِ دین کی محبت عطا
 اے خدا درد کا سب کے درمان کر
 جو میں بیمار کر ان کو صحت عطا
 جو مسافر ہیں پہنچا دے ان کو وطن
 جو ہیں بے کار ان کو دلا روزگار
 مومنوں میں محبت دے اور اتفاق
 بول بالا ہو عالم میں اسلام کا
 مر گئے جو اہل بیت بخش دے اے کریم
 سارے بچوں کو تازی بنا
 سرگنائیں ہم اپنا تری راہ میں
 پھر مسلمان کو عالم میں ممتاز کر
 اے خدا یہ دعا کر ہماری قبول
 پُفیلِ رسول و آلِ رسول

تیرے قرآن میں فکر کا ذوق دے
 ہم کو بھی ان کے نقشِ قدم پر چلا
 اے خدا مشکلیں سب کی آسان کر
 جن کے قرضے ہیں کر ان کے قرضے ادا
 دور کر بے سہاروں کے ربخ و محن
 رزق ہے تیرے ہی ہاتھ پر ورگاد
 دور کر دے دلوں سے حسد اور اتفاق
 تیرا اور تیرے محبوب کے نام کا
 نیک توفیق زندوں کو دے اے رحیم
 تو حجابِ بد بتا ہم کو غازی بنا
 جان بھی اپنی دیلا تری چاہ میں
 دین و دنیا میں ہم سوا فراق کر

فضائلِ قرآن مجید

ہم کو بخشی جو دولت ایمان
 خامہ عاجز ہے اور گنگ زبان
 دیکھ لو پڑھ کے سورہ حلقہ
 سارے نبیوں کا جو کہ ہے سلطان
 اس نے ہم کو عطا کیا قرآن
 جس کا جاری ہے حشر تک فیضان
 اس کی قیمت نہیں ہے دو تاجا
 ایک اک حرف لو دو مہربان
 ہے ہر اک درد کے لئے دوا
 پڑھ کے تو دیکھئے ذرا قرآن
 کیوں نہ ہم بھی رکھیں عزیز از جان
 ہے یہ قول پیبرِ دیشان
 ذکر موت اور تلاوت قرآن
 جب پڑھا جاتا ہے کہیں قرآن
 بھاگتے ہیں وہاں سے شیطان

ہے خدائے کریم کا احسان
 اس کی رحمت کا کیا ادا ہو سکے
 اس کی کیا کیا ہیں نعمتیں ہم پر
 فضل سے ہم کو وہ نبی بخشا
 رہبری کے لئے قیامت تک
 خوش نصیبی سے وہ کتاب ملی
 علم و حکمت کا یہ خزینہ ہے
 ایک اک حرف اس کا موتی ہے
 ہر مرض کے لئے دوا ہے یہ
 اس میں رحمت بھی شفا بھی ہے
 حق تعالیٰ کو ہے یہ سب عزیز
 ہے یہ پیارے رسول کا ارشاد
 زنگ دھوئی ہیں دل کا دھوپری
 اس سے بڑھتی ہے خیر اور برکت
 آتے ہیں اس جگہ ملائک بھی

نہیں جس دل میں کچھ کلام
 نہیں جس لبی میں کوئی حافظ
 ہے تلاوت نماز میں افضل
 ہے نگہ کے لئے بہت ہی مفید
 یہ شفاعت کر لیکا قاری کی
 تھا ہی تو سبک پڑھتے تھے
 پورا قرآن اک دو گانے میں
 اکثر اوقات ایک ہی شب میں
 بعض ایسے بزرگ گزرتے ہیں
 سال میں ہم ایک بھی پڑھیں
 ہاں مگر اس کا بھی خیال کریں
 کسی انسان کی نہیں تصنیف
 ہے یہ خلاق دو جہاں کا کلام
 سارے آداب کی رکھیں ملحوظ
 اس کو صحت کے ساتھ گزرتے ہیں
 بعض قاری میں آئے ہوتے
 صبح کی ٹھیک ٹھیک تک
 بخشی جاتی ہیں اسی میں
 قول یہ یہی شک سے بالا ہے

گویا وہ دل ہے ایک گھر دیا
 اس سے اچھا کہیں ہے قریبان
 ناظرہ میں بھی کچھ نہیں نقصان
 دیکھ کر گر کوئی پڑھے قرآن
 پیشی حق بن کے حجت دہران
 اپنے اسلاف روز و شب قرآن
 پورا کرتے تھے حضرت عثمان
 ختم کر ڈالے مشہ جیلان
 ختم کرتے تھے روز و قرآن
 بے نعمت کا کس قدر کفران
 اس طرف بھی ذرا کریں کچھ دھیان
 کسی شاعر کا یہ نہیں دیوان
 یہ رہے دھیان پڑھنے کے دوان
 ورنہ حاصل نہ ہوگا کچھ فیضان
 اس سے حاصل نہیں ہے جو نقصان
 ان پر کرتا ہے لعنتیں قرآن
 شوق تجوید رکے دے سبحان
 حفظ میں شخص نے کیا قرآن
 اس میں کچھ بھوٹ کا نہیں امکان

کس طرح سے اس پر یقین
 ہے رسولِ امیں کا یہ فرمان
 ضابطہ ہے حیات کا قرآن
 اس لئے اس کو کہتے ہیں قرآن
 سب ہدایت کا سہم ہے سامان
 پھر کھینکنے نہ پائے گا انسان
 اس پر قابو نہ پائے گا شیطان
 اس پر لازم ہے الفتِ قرآن
 سچے مسلم کی ہے یہی پہچان
 کیا سکتا تجھ میں کر کوئی بیان
 اسی سے سمجھو فضیلتِ قرآن
 بڑھ گیا رتبہ ربہ رمضان
 جس میں نازل کیا گیا قرآن
 بھول بیٹھے میں ہاگم نادان
 ہم ہوئے جب سے تارکِ قرآن
 ذلت و یاس و پستی و حرمان
 اب بھی دل میں ہے الفتِ قرآن
 اب بھی ہے حفظ کی طرف رجحان
 ہو عرب یا عجم کہ ہندوستان

کیوں ہم اس پر یقین نہ کریں
 جب کسی اور کا نہیں ہے یہ قول
 ہے الہی نظام کا دستور
 حق و باطل میں فرق کرتا ہے
 ہے ذوالعجبت و خشش کا
 اس پر عامل ہے اگر ہر دم
 دامِ ابلیس میں نہ آئے گا
 حق سے الفت کا جس کو دعویٰ
 اس کو قرآن سے عشق ہو ہے
 ہیں فضائل شمائیے باہر
 کچھ اسی سے لگاؤ اندازہ
 پاک کے قرآن پاک سے نسبت
 شب وہ بہتر ہزار ماہ ہے
 لیکن ایسی کتاب کو افسوس
 چھوڑ بیٹھے ہیں جب ہم یہ کتاب
 بن چکے ہیں شریکِ قیمت کے
 پھر بھی اتنا فرو کہتا ہوں
 اب بھی بڑھ کر شوق پائی ہے
 ہر جگہ پائے جاتے ہیں حفاظ

ان سے خالی نہیں بھجواؤ
 ان کی ہوجاتی ہے بہار شروع
 ساری چھوٹی بڑی ساجد
 سنا بڑھنے ہی کے برابر ہے
 سب کی عرصہ سے یہ تمنا تھی
 شہر کی اس قدیم جامع میں
 تاکہ ساری تختیں ہو دور
 رزق اور مال میں ترقی ہو
 لہذا الحمد ہو گیا یوزا
 خوش نصیبی سے مل گئے عمار
 اتنی چھوٹی سی عمر اور حافظ
 بصد صحت و بصد خوبی
 آج دستار بندی ہے ان کی
 نوجوان ہیں وہ قابل تعریف
 تھی عزیز و جمال کی خواہش
 کی ہیں ان سب کو شہنشاہ
 محنتیں بیلور ہوئیں ان کی
 کشتی اپنی لگی کپڑے سے
 چھوٹے حافظ کی سی کو بھی ہم

قازں و شام و ترکی ایران
 جب نظر آتا ہے مہ رمضان
 اس جہینے میں سنت ہیں قرآن
 یہ بھی اللہ کا ہے اک احسان
 آئیں اس جا بھی حافظ قرآن
 سب تراویح میں سنیں قرآن
 سال بھر ہو نصیب امن و امان
 دل کو فرحت ہو اور اطمینان
 سال حال سب کا یہ ارمان
 حافظ اور قاری ہیں خوش الحان
 دیکھنے والے سارے تھے حیران
 آپ نے ختم کر لیا قرآن
 آج ہے ختم القرآن
 محنتوں کا ہے جن کی یہ فیضان
 غوث و جلالی کا بھی تھا ارمان
 اپنے اوقات کو کیا قربان
 ان کا تکمیل ہو گیا ارمان
 راہ میں آئے گوئی طوفان
 دیکھتے ہیں منظر استحسان

وے خدا ان کی عمر میں برکت
 صحت اور عاقبت سے ان کو
 ان کے دو چھوٹے بھائی صاحب
 ان کے تایا بھی اور دادا بھی
 تایا حضرت یہاں پہ میں موجود
 یہ گھرانہ ہے لائق صد رشک
 یہ گھرانہ ہے لائق تقلید
 اس گھرانے سے لیں سبق ہم کو
 عام ہے ہم میں دنیوی تعلیم
 اس طرف بھی ذرا توجہ دیں
 اپنے بچوں کی ذمہ داری سے
 دینی تعلیم میں کریں امداد
 کیا ضروری ہے چار دن کیلئے
 مال و دولت کو یوں تباہ کیا
 زندگی تو گزر رہی جاتی ہے
 فانی دنیا کی آرزو کب تک
 سو برس بھی نہیں تو مرنا ہے
 قبر میں سب کو جا کے سونا ہے

ان کو اپنا عطا کرے عرفان
 شر سے ان کو دلائے امن امان
 اور حافظ ہیں ان کے آبا جانا
 فضل ہوتی ہے میں حافظ قرآن
 اور حبلہ کے خاص میں جہان
 یہ گھرانہ ہے واقعی ذی شان
 بچہ بچہ ہے حافظ قرآن
 حفظ کروائیں بچوں کو قرآن
 دینی تعلیم کا ہی ہے فقہان
 اس طرف بھی ذرا دھریں کچھ
 نہیں سکتے غافل اور ناجان
 قوم میں اپنی جو بھی ہیں دھنوا
 بننگم ہم بنائیں عالیشان
 آخرت میں بھی مول لیں خزان
 جھوٹی ہو کہ یا کوئی میدان
 فانی دنیا کا تابہ کئے ارمان
 یاد رکھ کل من علیہ فان
 کوئی رستم ہو کوئی خاقان

موت سے بڑی حقیقت ہے
 جو ہمیشہ کی زندگی سے دور
 آخرت کی بھی چاہیے کچھ فکر
 حشر میں کچھ نہ کام آئے گا
 کام آئیں گے صرف نیک اعمال
 کام روزہ نماز آئیں گے
 کام آئے گا صدقہ و خیرات
 روز و شب یہ دعا ہے اصغر کی
 آخرت کو سوار ہیں ہم لوگ
 کچھ تو اس کا لحاظ و پاس کریں
 زندگی خود ہے موت کا اعلان
 اس طرف کا بھی چاہیے کچھ دھیان
 آخرت کا بھی چاہیے سامان
 دولت و حسن و جمال و نشان
 سارا رہ جائے گا ہمیں سلمان
 کام آئے گا حشر میں قدر ان
 کام آئے گی دولت ایمان
 ہم کو توفیق نیک دے سبحان
 آخرت کا بھی کچھ کریں سلمان
 حق سے باز رہا ہے ہم نے چھوٹا

بہونہ حشر میں اپنی رسوائی
 فضل سے ہم کو بخش دے رحمن

زندہ جاوید

پیشہ خدا سبط پیسہ ہیں حسین چمن فاطمہ زہرا کے گل تر ہیں حسین
دین پشت پیہ دین کے یاور ہیں حسین صبر کے شکر کے اور حلم کے پیکر ہیں حسین

اک نئے دھنگ سیول مدحت شیر کوں

گویا قرآن کے آیات کی تفسیر کروں

جتنے اصحاب تھے ان کے رفقاء ہیں شامل بہر الفت اطاعت کے وفا کے حامل

استقامت میں شجاعت میں وفا میں کامل زہد و تقویٰ میں یگانہ تھے تو میں پر عامل

حسن اخلاق کے بے مثل نمونے کہیے

یا صورت النسا میں فرشتے کہیے

ذاکرا ایسے شب عاشور بھی مجھ نماز رات بھر خالق اکبر سے رہا راز و نیاز

اف رے ہم شکل ہمیر کی اواں کا اعجاز سوڑ و آواز میں ایسا کہ کلیجے ہوں گلہ ز

تمازہ ایمان ہر اک صاحب ایمان ہو جائے

کوئی کافر بھی جو سن لے تو مسلمان ہو جائے

تھے مصیبت میں مگر شکر لیوں پر جباری دل میں تقدیر نباؤ رہی حمد باری

نوح اعدا میں ادھر قتل کی ہے تیاری بہر امت ہے یہاں شب میں دعا و رازی

داخل بارغ ارم امت عاصی ہو جائے

نار دوزخ سے خدا صعب کی خلاصی ہو جائے

دل میں جیتیر دل تلواروں سے ہم بول گھائل
جہاں دینے میں نہ بچوں کی ہوا الفت حائل
پیا س میں دل بھی نہ پاتی کی طرفوں مائل
اے خدا صبر و عزیمت کے میں تجھ سے مائل

کچھ ترکایت نہ دم زرخ زباں پر لایں
ہم کو توفیق دے جس جس کے گلے کٹوائیں

ایسے عابد کہ پڑھی وقت شہادت بھی نماز
اے مقتل میں بھی وہ یاد الہی سے لئے باز
وہ قیام اور وہ سجدے وہ رکوع کا انداز
وہ تفرغ وہ تخیل وہ نیاز
دیکھے دنیائے شہید ایسے نہ غازی ایسے

پھر نہ پیدا ہوئے دنیا میں سماری ایسے
کیا کرے ان کے مراتب کا کوئی انداز
ان کے اوصاف کا خوش و صلوا میں آواز
خاک پا حوریں ملیں رخ پہ کچھ کر غماز
یاد ہے ان کی سدا دل میں ہمارے تازہ
فلک ناموری کے مہ و خورشید ہوئے

راہ حق میں جو مرے زندہ جاوید ہوئے
آہ کیا حال تھا اللہ کے ان پیاروں کا
یہ زاری طریقہ نہیں بے باکوں کا
خوف تھا جھوک تھی نقصان تھا ہاوی کا
شکوہ شیوا نہیں تسلیم و رضا والوں کا
امتحان جتنے لئے حق نے مشہد والا کے

لشدا الحمد کہ ہر ایک میں پورے آئے
سب کو یہ فوج تیری میں شہ عرش مرید
سی باتھ میں پھر تو کسی باتھ میں تیر
فوج ایسی تھی کہ لاکھوں کا ہے انبوہ کثیر
سب کو یہ فکر ہے شبیر کا سر ہاتھ کے
چاہے ایساں چلا جائے یہ سر ہاتھ کے

یوں تو جہان تو ازی ہے عرب کی مشہور
کڑلا میں تھے مگر آل نبی جیب حبسور
پانی ان کو نہ دیا کھانے کا کیا ہے مذکور
دل میں بدخوشوں کے باقی نہ تھا ایمان کا نور

چار دن پیاس سے شہزادوں کو تباہ کیا

آبِ شمشیر سے آخرا نہیں سیراب کیا

یوں لٹا احمد مرسل کے تو اسے کا گھر
نہ تو سامان ہے باقی نہ کوئی زور زبور
نہ کوئی دوست نہ غنوار نہ کوئی یاور
نہ کوئی قوت یا تو نہ برادر نہ پسر

کوئی قربانی مجاہد نے نہ باقی چھوڑی

راہ مولا سے کسی وقت نہ گردن موڑی

سرو کی طرح سے قامت میں اگر تھا کوئی
گلشنِ قاطعہ زہرا کا شجر تھا کوئی
ماں کے ارماتوں کا پالا لگل تر تھا کوئی
باپ کے نخلِ تمنا کا شجر تھا کوئی

کیا ہی سرسبز چین بادِ خزاں نے لوٹا

پیتا پیتا ہوا تاراج تو بوٹا لوٹا

سب گنوا کر ہوا سرسبز یہ اللہ کا لال
باغِ زہرا کا لٹا کر ہوئے شیر بہال
نہ کوئی غم نہ کسی کی بخشش نہ طلال
تھا صد اخلاق و مالکِ رضا ہی کا خیال

وہ کیا صبر تھا، کیا حلم تھا اللہ اللہ

اور کچھ منہ سے نہ نکلا جب نہ انا اللہ

جب مصائب سے تکالیف سے دوچار ہو
بادِ تلخیِ ایام سے سرشار ہو
پھر شبِ راتِ الہی کے وہ حق یاد ہو
سب کی صلوة کے رحمت کے سزاوار ہو

تھے ہدایت پہ تو کھلے امام آفاق

ہو گئے آیتِ قرآن کے پورے مصداق

پیامِ کر بلا

حسین وسعتِ دل میں سما نہیں سکتے
 خدا رسول ہی جانیں حسین کا رتبہ
 ہو سے پہنچی ہے نانا کے دین کی گیتی
 حسین کا ہے جو احسان ساری امت کا
 جو چھ مہینے میں پانی جنابِ اصغر نے
 جو قتلِ شاہ کے دھبے میں ان کے دامن پر
 وہ کیا ہیں گے شفاعتِ جہامِ حشر میں
 یہ آرہی ہے صدا خنک کوٹھ سے بھی
 جنہیں صداقتِ ایمانِ حریت ہو عزت
 وہ جس کے دل میں شہادتِ حق تھا
 خدا رسول کی مرضی میں جس کی مرضی ہو
 شہیدِ حقوں سے بنائیں جو ہر گز انوش

حسین و اہم تحمیل میں آ نہیں سکتے
 کوئی حسین کا رتبہ جیسا نہیں سکتے
 حسین ہم ترا احسان جہا نہیں سکتے
 ہم اس کے بارے گردن بھانہ نہیں سکتے
 نظیر ایسی شہادت کی لا نہیں سکتے
 یہ کوئی حشر ملک بھی مٹا نہیں سکتے
 جو تشنہ کام کو پانی پلا نہیں سکتے
 ہم اس پیام کو ہرگز بھلا نہیں سکتے
 وہ سر کٹاتے ہیں گردن بھکانہ نہیں سکتے
 اسے ہجومِ مصائب ڈرا نہیں سکتے
 زباں پہ ہر حرفِ شکایت بھی لا نہیں سکتے
 وہ حادثاتِ زمانہ مٹا نہیں سکتے

یہ کہہ رہا ہے شہیدِ انِ کر بلا کا ہو
 جو اپنے عزت و عظمتِ دین کی خاطر
 ق

جڑیں وہ کاٹیں گے کیا کفو پتر کے باطل کی
 وہ کر سکیں گے بھلا حق کا بول بالا کیا
 وہ کر سکیں گے بھلا بارغ دین کیا ستر
 کوئی نہ پائے گا ان سے نشانِ فطر کا

خدا کی راہ میں جو سرکٹا نہیں سکتے
 جو حق کے واسطے جانیں لڑا نہیں سکتے
 جو اپنے خون کو پانی بنا نہیں سکتے
 وہ تارے بن کے کبھی جگمگا نہیں سکتے

امام زندہ ہے اور ان کا نام زندہ ہے
 جو کر بلا میں دیا تھا پیام زندہ ہے

پایا ہے جو تو نے سب وہ کھونا ہوگا
 حبِ زرو مال و جاہ رکھنے والے

آغوشِ لحد میں جا کے سونا ہوگا
 ان چیزوں سے تجھ کو ہاتھ دھونا ہوگا

پیمانہ زندگی کو بھرتا ہے تجھے
 اے حرص میں سیم و زر کی جینے والے

اور حرام قضا دہی نوش کرنا ہے تجھے
 لہرِ چھوڑ کے اک روز مرنا ہے تجھے

کیوں شام و سحر اشکوں منہ دھوتا ہے
 رہ شیوہ تسلیم و رضا پر قائم

منہ دھانا کی کیوں آٹھ پیر روتا ہے
 ہوتا ہے جو تقدیر میں وہ ہوتا ہے

تعلیم کے ایوان سمجھانے والو
 ان ان کو حیوان بنا کر چھوڑا

ہنر مند تو ی سب کو سکھانے والو
 حیوان کو ان ہی بنانے والو

اٹھو سحری کرو

کیا مبارک جہینہ ہے رمضان کا 'اٹھو سحری کرو' اٹھو سحری کرو
نعمتوں کا خدا کی کر دہن ادا 'اٹھو سحری کرو، اٹھو سحری کرو

کیسا اللہ نے ہم پر احسان کیا 'اپنی محبوب امت میں پیدا کیا
خیر امت سے ہم کو مخاطب کیا 'اٹھو سحری کرو، اٹھو سحری کرو
ہاتھ پاؤں اسی کے ہیں تجھے ہوئے تندرستی اسی کی عطا کی ہوئی

فضل کی اس کے کوئی نہیں انتہا 'اٹھو سحری کرو، اٹھو سحری کرو
دن میں روزے رکھو، شب میں سجدے کرو، خوب درود کے مالک رہو

اور کیا چاہیے وہ اگر خوش ہوا، اٹھو سحری کرو، اٹھو سحری کرو
اس جہینہ کے اعمال مقبول ہیں، ایک نیکی کے پورے ملین سات سو

خوب قرآن پڑھو اور مانگو دعا، اٹھو سحری کرو، اٹھو سحری کرو
ہے ہزاروں جہینوں سے بہتر جو شب و دن شب قدر بھی ہے اسی ماہ میں

جاگواتوں میں، اس شیعہ ڈھونڈو ذرا اٹھو سحری کرو، اٹھو سحری کرو
اس جہینہ کی مقبول گھڑیوں میں تم جیب کبھی، ہاتھ اٹھاؤ دعا کیلئے

عامی اصغر کو کبھی یاد رکھو ذرا، اٹھو سحری کرو، اٹھو سحری کرو

الوداع اے شہرِ رمضان

الوداع اے ماہِ ذی شاں الوداع	الوداع اے شہرِ رمضان الوداع
الوداع اے ماہِ قرآن الوداع	الوداع اے ماہِ یزداں الوداع
اور قرآن کو کیا اس نے نزل جب گذر جاتا تو مہوتے تھے ملول	اس جینے کو کیا حق نے قبول کرتے تھے تکریم اس مہ کی رسول
ماہِ حناتِ فراواں السلام کہتے ہیں باسینہ بریاں السلام	اے شفیقِ جرم و عصیاں السلام کہتے ہیں باچشمِ گریاں السلام
اب کہاں تسبیح و تہلیل و دعا اب کہاں وہ زمزمہ شگبیر کا	اب کہاں سنتا ہے وہ قرآن کا اب کہاں تحمیدِ حمیدِ کبریا
تیرا رتبہ ہم نے پہچانا نہیں یہ نہ سوچا کہ پھر آنا نہیں	ہم نے تیرا مرتبہ جانا نہیں حکم کو اللہ کے مانا نہیں

دلِ حیدر الٰہی سے تری بے جان ہے
جلد تو آئے یہی ارمان ہے

آہ کوئی دم کا تو ہر سامان ہے
یہ ہمارا درد بے درمان ہے

تیری فرقت ہے نہایت ہم پہ شاق
تجھ سے پھر ملنے کا ہونے اتفاق

الفرق اے ماہِ رمضان الفرق
تیرے آنے کا رہے گا اشتیاق

ساتھ اپنے برکتیں پھر لائیں
ہم گنہگاروں کو پھر بخشائیں

آئیو پھر آئیو پھر آئیو
پھر یوں ہی ہم یہ کرم فرمائیں

پھر زمانے میں ہو تیرا فیض عام
زندگی ہو تو پڑھیں پھر سلام

جلد بھیجے تجھ کو پھر ربِ انام
الوداع پڑھتے رہے ہیں ہم مدام

آخری روزے ہیں یہ روزے دکھو
ذکر اور تسبیح اللہ کی کرو

اپنے بستر سے مسلمانو اٹھو
چھوڑ دو اپنی یہ غفلت چھوڑ دو

ابھی باتیں

کام آئیں گی تمہیں سن کے تو جاؤ پچو! آؤ دنیا میں تو کچھ کر کے دکھاؤ پچو! وقت کو اپنے نہ بیکار گنواؤ پچو! صاف پتھر سے رملو ہر روز نہاؤ پچو! گھر کو اللہ کے تم شوق سے جاؤ پچو! ہاں بُرے لوگوں کو ساتھی نہ بناؤ پچو! اپنے ماں باپ کی عزت نہ گنواؤ پچو! ان کا کہنا سنو ان کو نہ سناؤ پچو! سینما دیکھنے بھولے سے نہ جاؤ پچو! بھول کر بھی نہ کبھی خسر جاؤ پچو! تم نے جو سیکھا ہے اور دلوں کو دکھاؤ پچو! ریڈیو پر کبھی گانا نہ بجاؤ پچو! فلمی گانے نہ کبھی بھول گے گاؤ پچو! بد تمیزی سے کھڑے ہو گئے دکھاؤ پچو! بھائی بہنوں کو بھی تم ساتھ کھلاؤ پچو! دیکھیں شاہین زبانی تو مٹاؤ پچو!

ابھی باتیں میں بتاؤں ادھر آؤ پچو! کچھ بھی حاصل نہیں جینا ہے اگر یہ مقصد اس سے بڑھ کر کوئی دنیا میں نہیں ہے دولت رکھو کپڑوں کی کتابوں کی صفائی خیرا وقت پر کر لو جماعت سے ادا فرض تہماز اچھے لوگوں کے رملو ساتھ پڑھو اور کھلو گالیاں بکے گلی کوچوں میں یہودی صبح اٹھتے ہی کرو اپنے بزرگوں کو سلام وقت ہوتا ہے تہیہ کہوتے ہیں خلاق خرا تم کو اللہ نے بخش ہے اگر مال و مثال جتنا معلوم ہے اور کو بتاتے جاؤ ہاں تقاریر سنو علم بڑھاؤ اپنا حمد اللہ کی تم گاؤ سناؤ نعمتیں بیٹھ کے کھاؤ پیو بیٹھ کے پانی ہر دم لاکے بازار سے کچھ چیز اکیلے مت کھاؤ کام کی نگہی ہے کیا پیاری غزال ہونے

مسلم بچے کی دعا

اب دعا کرتا ہوں ہاتھ اٹھا کر یا ز
 علم کی شمع کا پروانہ بنانا مجھ کو
 سارے احکام شریعت کے بجا لاؤں
 ہو مرا کام فقط تیری اطاعت کرنا
 دل مراد دولتِ ایمان کا خزانہ ہو جا
 دین و دنیا کی بھلائی تو عطا کر یا ز
 جہل کی راہ سے ہر وقت بچانا مجھ کو
 خدمتِ خلق کروں تیری رضا پاؤں
 تیرے بندوں کی ترے دین کی خدمت
 نورِ توحید سے روشن مرا سیتہ ہو جا

نورِ اسلام سے دنیا میں اُجالا کر دوں
 سارے عالم میں اسی دین کو بالا کر دوں



اس دہر میں سب کو آتے جاتے دیکھا
 آنے والے کو جاتے دیکھا لیکن
 لاتے دیکھا نہ لے کے جاتے دیکھا
 جانے والے کو پھر نہ آتے دیکھا

بچوں سے

محنت کرو تو پاؤ گے اس کا فرد کھیل
جو کام آج کرنا ہے کل پر نہ چھوڑ دو
جب لنگھو کرو تو کرو احتیاط سے
ماحول کی خرابی سے محفوظ رہو
سمجھو غنیمت اور کبھی بیکار مت گنواؤ
تم کو بھلائی کرنے سے روکے اگر کوئی
کوشش اگر کرو تو ہر اک کام ہو سکے

باتیں ہیں ساری کام کی اشعار بھی ہیں خوب
جھٹ پٹ سے یاد کرو تم اصغر کی یہ غزل

اس شان پہ شوکت پہ منی آتی ہے
اس طرف حماقت پہ منی آتی ہے

مست مئے نخوت پہ منی آتی ہے
بندہ ہے مگر خود کو سمجھتا ہے خدا

نوجوانوں سے

مرے دوستو! مرے نوجوانو! غلط راہ جانے کی کوشش نہ کرنا
 خدا کی امامت ہے یہ زندگانی، یہ نکتہ بھلانے کی کوشش نہ کرنا
 زمانے کے فیشن کی رو میں نہ بہنا، وہی سیدھا سادہ طریقہ ہے
 بھلا کر طریقے جو رگوں کے اپنے غلط راہ جانے کی کوشش نہ کرنا
 کسی کو کوئی بات ہو جو عزت، سحر، اپنی عزت تو اسلام سے ہے
 اسی سے ہے کوئین میں کامیابی، یہ نکتہ بھلانے کی کوشش نہ کرنا
 شریعت کے جتنے ہیں احکام حق ہیں، یہ سیدہ ان میں ہماری بھلائی
 اگر ان کی حکمت سمجھ میں نہ آئے یہاں لب ہانے کی کوشش نہ کرنا
 جو کہتے ہیں چال رکھتے دو چال، مگر اصل میں بے مردوں کا زلیوہ
 بلاشبہ چہرے کی رونق ہے ڈارھی، ایسے تم منہ اپنی کوشش نہ کرنا
 ملاتے ہیں مرد بالکل زمانے، نظر آتی ہیں عورتیں مرد جیسی
 عجب پہیوں کی کمی ہوتی ہے صورت، یہ صورت بیانی کی کوشش نہ کرنا
 دنیاں تربیت دیتے ہیں عاشقی کی سبق واں پڑھاتے ہیں دلا کو
 برائی کے اسکول میں سینا گھر، وہاں آپ جانتی کوشش نہ کرنا
 نہایت جھیں اور دل کش ہے لیکن بڑی بے مروت ٹیڑھی ہے
 یہ دنیا نہیں دل لگائے قابل، دل اس لگانے کی کوشش نہ کرنا

من تو کرنا کہ کسی سے بھلائی، مگر بھول کر بھی نہ کرنا بُرائی
 نہ لگ جائیں آہیں کسی دل جلے کی کسی کو ستا کی کوشش نہ کرنا
 ہاں ماں باپ راضی تو جنت ملے گی، اگر وہ ہیں ناخوش تو جہنم ملے گی
 کبھی کر کے ناراض ماں باپ کو تم، جہنم میں جا بھی کوشش نہ کرنا
 و علم حاصل، بنو خوب قابل، کرو کام ایسے رہے نام باقی
 ملی ہے یہ جو زندگی کی دولت، اسے تم گنوانے کی کوشش نہ کرنا
 سنا ہے میں اصغر نے اشعار جو کچھ بتائی ہیں جو کچھ نصیحت باتیں
 سدا تم کو کام آئیں گی زندگی میں، انہیں تم بھلا بھی کوشش نہ کرنا



انسان کے آلام پہ رونا آیا
 دودن کی حیات سویریں کے سماں
 ہستی کے اس انجام پہ رونا آیا
 اس کاوشِ ناکام پہ رونا آیا

معتر لوگوں سے

در ہے تو یہ کا کھلا اب بھی منجھلے صفا
 رنگ ڈھنگ آپ بھی ایسا یاد لے صفا
 اپنے معبود کی مرضی ہی یہ چلے صفا
 اب تو اسلام کے سانچے ہی میں ڈھلے صفا
 صیغۃ اللہ کے اب رنگ میں رلے صفا
 خوب دنیا میں بھی گو پھولے پھلے صفا
 کسی مجبور کے دل کو نہ مسئلے صفا
 مونگ سیلے یہ غریبوں کے نہ دلے صفا
 حق پرستوں کے ذرا ساتھ تو چلے صفا
 حق و باطل کے ذرا رن میں نکلے صفا
 کسی خوش حال کو مت دیکھ کے چلے صفا
 اپنی محنت ہی کے بل بوتے پہ چلے صفا
 جانے آواز یہ کب آئے کہ چلے صفا

جو ہوا ہو چکا اب ہاتھ نہ ملے صفا
 بال تک رنگ بدل کر ہوئے کالے سفید
 بس اسی ایک کو خوش کرنیکی کوشش کیجے
 پھر پھر آپ نے ہر سانچے میں ڈھل کے دیکھا
 کہے اس رنگ سے اچھا ہے پھلا کو لہا رنگ
 نرت کا بھی ذرا دل میں رہے فکر و حیا
 ولی پیدا نہیں دل شکنی سے بڑھ کر
 رعب دولت کا امیری کا جما کر اپنی
 آپ کو بھی خدا اس راہ کا اندازہ
 وعظ مگر یہ سنانا تو بڑی بات نہیں
 آپ کے جلنے سے کچھ اس کا بگڑنے کا
 تھے زہنا کسی کے نہ کبھی دست نگر
 آپ بھی فکر ذرا کیجئے اپنی اصغر

زبان کی حفاظت

مسلم ہوں میں نیک انسان ہوں گا میں ہر حال میں بات اچھی کہوں گا
 سی پر میں ہرگز نہ تہمت دھروں گا نہ شہیت کروں گا نہ گالی بکوں گا
 زباں کے گناہوں سے ہر دم بچوں گا
 میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا
 جذبات کی رو میں ہرگز بہوں گا میں غصہ میں بے قابو ہرگز نہ ہوں گا
 فالق کی کڑوی کھلی سہوں گا یہ انسانیت کی حدود میں رہوں گا
 سمجھ سوچ کر بات منہ سے کہوں گا
 میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا
 نبیوں کا تو میں حق کی خاطر چوں گا مروں گا تو میں حق کی خاطر مروں گا
 میں حق بات کہتے نہ ہرگز دگوں گا جو حق بات ہے وہ برابر کہوں گا
 غلط بات منہ سے نکلنے نہ دوں گا
 میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا
 بے شیریں کلامی بڑی ایک نعمت ہے اس میں شکر سے زیادہ حلاوت
 اسی سے مجھے قائم محبت و الفت کروں گا اسی سے دلوں پر حکومت
 خواجہ محبت میں ہر اک سے لوں گا
 میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

خدا کی امانت ہے یہ زندگی نہ گانی نہیں ہے مجھے عمر یوں ہی گنوانی
 بڑی ایک نعمت ہے یہ نوجوانی مجھے آخرت بھی ہے اپنی بنانی
 یہ باتیں ہمیشہ نظر میں رکھوں گا
 میں اپنی زبیاں کی حفاظت کروں گا

مجھے زندگی میں ملے جو بھی فرصت میں سمجھوں گا اسکو نہایت غنیمت
 کروں گا میں اس میں خدا کی عبادت کروں گا میں قرآن کی بھی تلاوت
 میں تسبیح و تہلیل کرتا رہوں گا
 میں اپنی زبان کی حفاظت کروں گا

زباں مجھ کو بخشی ہے میرے خدا نے میں گاؤں کا حمد خدا کے ترانے
 نہیں گاؤں گا میں کبھی فحشی گلے اگر کوئی مجھ سے کہے کچھ سنانے
 میں نعتیں سناؤں گا قرآن پڑھوں گا
 میں اپنی زبان کی حفاظت کروں گا

زباں بھی ہے میری خدا کی امانت میرا فرض ہے اس میں برتوں دیانت
 کسی طرح کی ہونہ اس میں خیانت کروں گا میں ہر طرح اس کی صفیات
 غلط طرح سے اس کو حرکت نہ دوں گا
 میں اپنی زبان کی حفاظت کروں گا

بیاں سے ہی انسان ہے اسلام پاتا زباں سے ہی انسان ہے ایمان گوانا
 زباں سے ہی انسان ہے جنت کماتا زباں سے ہی انسان ہے دوزخ میں جانا
 بچوں گا میں دوزخ سے جنت میں لوں گا
 میں اپنی زبان کی حفاظت کروں گا

زباں قعرِ ذلت میں بھی ہے گراتی زباں تختِ عزت پہ بھی ہے بٹھاتی
 زباں آدمی کو بے نیچا گراتی زباں آدمی کو بے اونچا اٹھاتی
 زباں کی حفاظت سے اونچا اٹھوں گا
 میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

زباں سے ہی قائم ہے انساں کی عظمت زباں سے ہی اس کی قدر اور وقعت
 اگر اس نے عفت سے کھودی یہ لبت تو مٹی میں مل جائے گی اس کی عزت
 میں عزت کو مٹی میں ملنے نہ دوں گا
 میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

خداوندِ عالم یہ جتلا رہے ہیں عملِ سب ہمارے لکھے جا رہے ہیں
 زباں پر جو الفاظ ہم لا رہے ہیں وہ سب ضبطِ تحریر میں آ رہے ہیں
 زباں پر بُرا لفظ آنے نہ دوں گا
 میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کروں گا نہ کفر اور ضلالت کی باتیں کروں گا نہ شرک اور بدعت کی باتیں
 کروں گا میں رشد و ہدایت کی باتیں خدا سے ہی مہوں استعانت کی باتیں
 انہی کی عنایات کا دم بھروں گا
 میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کروں گا نہ دولت کی حشمت کی باتیں کروں گا نہ جہاں و حکومت کی باتیں
 کروں گا نہ دنیا کی سجاہت کی باتیں کروں گا خدا سے محبت کی باتیں
 سدا ذکرِ حق سے اسے تر رکھوں گا
 میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

عزیز اقربا اور بھائی برادر عنایات بچپن سے ہیں جن کی مجھ پر
ملاقاتی اور دوست احباب یاد ملاقات ہوتی ہے جن سے کہ اکثر

میں سب سے خلوص اور ادب ملوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

خدا نے بنائی ہے انسان کی صورت اسی کی عطا ہے یہ حسن و دجائیت
اسی کی ہے بخشش یہ قدر و قامت کسی میں جو ہو کچھ کمی اور قلت

میں ہرگز نہ اس کو برا نام دوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

سمجھ بوجھ انسان کی اور مال و دولت یہ سب ہے خدا کا کرم اور عنایت
کسی کو چھل جائے وافر یہ نعمت نہ برتوں گا میں اس سے کوئی رقابت

میں ہرگز حد کی نہ باتیں کہوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

یہ سب یا تو جانور اور حیاں جو سچ پوچھو ان کے بھی ہیں ہم پر احسان
یہ نہیں زندگی میں مددگار انسان یہ کہہ دیتے ہیں جان بھی ہم پر قربان

کسی جانور کو میں گالی نہ دوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

یہ مضمون قرآن میں حق نے آنا مسلمانو ڈینگیں کرو تم نہ مارا
خدا کو یہ حرکت نہیں ہے گوارا کہ ہو قول کچھ اور عمل کچھ تمہارا

عمل میں بھی لاؤں گا جو کچھ کہوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کمانے نہ کھائے گھر چھینے کی باتیں حد اور نفاق اور نہ کینے کی باتیں
 کروں گا سلیقہ قرینے کی باتیں کروں گا میں مکے مدینے کی باتیں

زباں سے عیادت کا میں کام لوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

خدا نے ہر اک کے مراتب بتائے مخاطب کے ان سے طریقے سکھائے
 جو ہو پیش کرنی مجھے اپنی رائے ہو انداز ایسا کہ ہر دل کو بھائے

مراتب ہمیشہ نظر میں رکھوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

اگر ذکر ہونے لگے اصفیا کا جو چھڑ جائے موضوع کچھ اقیار کا
 بیاں حسن سیرت ہو جب اولیاء کا اگر تذکرہ ہو شہر انبیاء کا

درو اور صلوة النہر پڑھوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

ہے اسلاف کی اپنے مجھ پر عنایت مری زندگی ہے انہیں کی بدولت
 کروں گا نہ تنقید کی ان پر حرات نہ تنقیص کرنے کی ڈالوں گا عادت

ادب سے بزرگوں کا میں نام لوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

جو ہو جائیں بوڑھے پدر اور مادر کروں گا سلوک ان سے بہتر سے بہتر
 ادب سے کروں بات کندھے جھکا کر کسی بات یروہ جفا ہوں جو مجھ پر

میں اف تک زباں سے نہ ہرگز کہوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

خدا کہے تہی نے یہ دی ہے بشارت "جو کرتا ہے اپنی زباں کی حفاظت"
 میں دیتا ہوں جنت کی اس کو ضمانت میں دلو اؤں گا اس کو عقبی میں جنت
 زباں کی حفاظت سے جنت میں لوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا
 حدیثوں میں ایسی بھی ہے اک روایت زباں کو یہ کرتے ہیں اعضاء یسوت
 نہ کرنا کوئی آج تو ایسی حرکت کہ جس سے کوئی ہم پہ آجائے آفت
 میں آفت نہ ہرگز کوئی مول لوں گا
 میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

بے قواہ انسان، کتنا ہی قابل اگر ہو زباں سے ذرا اپنی غافل
 زباں پر چوٹ بونہ ہو اس کو حاصل سدا وہ رہے گا پڑھا لکھا جاہل
 پڑھا لکھا جاہل نہ ہرگز بنوں گا
 میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کسی کو جو دیکھوں بہ نظیر حقارت اگر گالیوں کی کروں میں جسارت
 مری ساری تعلیم ہوگی اکارت مرا علم ہو جائے گا سارا غارت
 میں غارت کبھی علم ہونے نہ دوں گا
 میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

جتنیں پڑھ کے ہو جائے آپس میں نفرت ہو انسان کو انسان سے پیدا عداوت
 رہے اور سلیتوں میں جن سے کدورت بڑھے اور دل میں شقاوت قنوت
 میں ہرگز نہ ایسی کہ میں پڑھوں گا
 میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

نہی ظالم کوئی مجھ کو ناحق بہتا ہے روا ظلم رکھے ستم مجھ پہ ڈھائے
کوئی ناسمجھ ملیش میں مجھ کو لائے کوئی خواہ کنت ہی غصہ دلائے

میں جذبات پر اپنے قابو رکھوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

بناؤں گا میں ظرف کو اپنے عالی میں عادت بناؤں گا شیریں مقامی

اگر کوئی ناداں کہے مجھ کو گالی وہ بخرد ہوگا عزت سے محروم و خالی

پلٹ کر میں پھر اس کو گالی نہ دوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

اگر اس زباں سے تانے لگوں گی اگر ناروا باتیں کہنے لگوں میں

غلط مشورے دوستوں کو جو دوں گی جو غیبت کروں میں جو گالی بکوں میں

تو اس سے یہ بہتر ہے بن جاؤں گونگا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

نوازش یہ ہے مجھ پہ میرے خدا کی مجھے بات کرنے کی طاقت عطا کی

کروں گا نہ باتیں فریب اور دعا کی مری گفتگو ہو نہ مسکرو ریا کی

زباں سے کسی کو میں دھوکا نہ دوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

رہ سیکھوں کسی طرح کی جعل سازی کروں گا نہ گلیوں میں دشنام بازی

کسی پر کروں گا نہ تمہمت طرارتی بناؤں گا اپنے کو میں سچ کا غازی

کبھی جھوٹ منہ سے نکلتے نہ دوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کیا ہے یہی میں نے دل میں ارادہ تکلف نہ باتوں میں برتوں زیادہ
میری گفتگو ہو کھری اور سادہ اگر میں کسی سے کروں کوئی وعدہ

تو وعدہ یہ میں اپنے محاکم رتبوں کا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کسی سے کروں میں جو وعدہ خلافی بھرم اس سے گرجائے گا میرا کافی
اگر بعد میں مانگ بھی لوں معافی تو ممکن نہیں ہے بھرم کی تلافی
بھرم اس زباں کا میں جانتا دوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا
زباں پر نہ لاؤں گایاتیں پرانی نہ ہو نپوں پہ آئے کسی کی پرانی
کروں گا کسی دم اگر لب کشائی ہو مقصود خلق خدا کی بھلائی

برا اس سے ہرگز نہ کچھ کام لوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

نہ ہو ٹوہ اور جستجو میرا شیوہ کسی کا کروں گا نہ میں راز افشا
کسی کی شکایت کروں گا نہ شکوہ گھٹانے کی کوشش کروں گا نہ رتبہ
کسی کے نہ میں عیب کہتا پھروں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کروں گا وہ اخلاق و کردار پیدا کہ ہو جس سے ہاں باپ کا نام ادنیٰ
کروں گا نہ اپنوں کی عزت کا سودا کروں گا نہ گھر کا کوئی راز افشا
نجی بات کوئی نہ باہر کہوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کروں گا نہ حرکت کہیں کوئی سچا کہ ہر جاؤں ہر سمت بدنام و دیوا
 کبھی کوئی جملہ کہوں گا نہ اوجھا کہ لوگوں کی نظروں میں گر جاؤں نیچا

میں عزت کا اپنی محافظتوں کا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کہیں جس سے آپس میں بڑھ جائے جھگڑا کہیں کچھ مصیبت کسی پر ہو برپا
 کہیں پھر ٹک جائے فتنوں کا شعلہ کہیں ہو برا بدگمانِ خدا کا

زباں سے نہ بات ایسی کوئی کہوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کسی پر کروں گا نہ لعنت ملامت نہ میں طعن کرنے کی ڈانوں کا عادت
 بڑے نرم لہجے میں دوں گا نصیحت جو دیکھوں کہیں ناپسند یا ہر وقت

میں شائستہ انداز میں لوگ دوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

اگر گفتگو نرم ہو ہر کسی سے نہیں مجھ کو اندیشہ بٹھری سے
 رہوں حق پہ قائم تو کیا ڈر کسی سے مگر دشمنی مول لے کر کسی سے

بلا وجہ کوئی پلا نہ لوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کہیں دوستوں کی جو محفل جمی ہو بہت بے تکلف ہنسی دل لگی ہو
 کسی شخص کی بات بھی چھڑی ہو شکایت اگر اس کی کچھ ہو رہی ہو

میں اس شغل میں کوئی حصہ نہ لوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کسی کی بُرائی جو ہو غائبانہ اگر بخت و تکرار ہو جاہلا
جو چھڑ جائے موضوع کچھ سوچیانہ جو ہونے لگے گفتگو عساکیانہ
تو محفل سے ایسی فوراً اٹھوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا
جو محفل میں کہنے کی ہو کچھ ضرورت جو مقصود ہو مسئلہ کی وضاحت
کروں گا میں اس طرح واضح حقیقت کہ ہر سب کو محسوس اسکی صداقت
میں لالچنی باتیں نہ ہرگز کہوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

نصاحت کے معیار پر پہلے ٹولوں میں شیرینی میں اپنے الفاظ گھولوں
جھڑیں پھول منہ سے میں ٹولوں بولو نہیں غور سے سب زباں جب گھولوں
میں موتی بکھیروں گا جب کچھ کہوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا
ہوں سب میری تقریر سنے پائیں زمانہ ہو حسنِ تکلم کا قافل
کروں گا دلوں کی عداوت کو زائل کروں گا نہ تیغِ زباں سے میں گھائل
زباں سے کسی کو نہ تکلیف دوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا
وہ جس سے کہ ہو سننے والو کو جنت وہ جس سے کہ آپس میں کم ہو محبت
وہ جس سے کسی کی گھٹے قدر و وقعت وہ جس سے کسی کی ہو عیسیٰ روحِ عزت

زباں پر وہ الفاظ آنے نہ دوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

رکھوں گا نہ دل میں کسی سے کوئی کد کروں گا نہ معقول تجویز کا رد
 کسی کی کروں گا نہ تعریف بے حد کسی کی کروں گا نہ بے جا خوشامد
 عجز دل میں ہے اپنی زباں سے کہوں گا
 میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا
 نہ بولوں گا بے موقع اور بے ضرورت میں سمجھوں گا موقع کی پہلے نزاکت
 میری بات رکھے جو کچھ قدر وقعت اگر کارگر ہو سکے کچھ نصیحت
 میں القاط تولوں گا تب کچھ کہوں گا
 میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا
 نہ بتلاؤں اپنے کو عالم و فاضل نہ بتلاؤں اپنے کو بیانا و عاقل
 نہ باتیں بناؤں میں بیکار و باطل نہ ٹرھ چڑھ کے بولوں کسی کے مقابل
 میں اپنی حقیقت نظر میں رکھوں گا
 میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا
 میری گفتگو میں ہو ایسی جلالت گراں ہو کسی کو نہ میری نصیحت
 بتاؤں گا میں نرم اپنی طبیعت بڑے نرم لہجے کی ڈالوں گا عادت
 بلند اپنی آواز ہونے نہ دوں گا
 میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا
 میری گفتگو میں سدا میری حکمت ہر اک کے لئے ہو لحاظ اور مروت
 بڑوں کا ادب ہو تو چھوٹوں شفیقت جو ہم سن ہیں ان کی بھی ہو قدر و توق
 دم گفتگو یہ نظر میں رکھوں گا
 میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

مری گفتگو سے ہنوطا ہر شرافت مری گفتگو سے ہنوطا ہر ذہانت
جو پوچھتا گوئی کہیں کچھ ظرافت نہ ٹپکے کہیں ابتدال اور رکاکت

زباں مبتذل اپنی ہونے نہ دوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

جو چھڑ جائے محفل میں کچھ بحث و حجت الاپوں گا ہر گز نہ اپنا ہی دھڑپ

تقاریر سب کی کروں گا سماعت کروں گا تہ میں بات کہتے ہیں عجالت

اچانک نہ محفل میں میں بول اٹھوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کسی سے کروں گا تکرار و سخت نہ میں بحث کرنے کی ڈالوں گا عادت

دلائل سے کروں گا حق کی دھشت نہ متواؤں گا بات اپنی بہ شدت

کسی کم سمجھ کے نہ میں منہ لگوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کبھی خامشی ہے تکلم سے بہتر بگڑتے ہیں حالات منہ کھولنے پر

اگر ہوں سوالات کچھ فتنہ پرور جوابا میں رہ جاؤں گا مسکرا کر

جواب ان سوالات کا کچھ نہ دوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

تر آئے جب کوئی کٹختی پر شکست اپنی ہے مان لینا ہی بہتر

میں چیخوں نہ چلاؤں اس کے برابر میں غالب نہ آؤں گا اخلاق کھوکھوکھو

بلند اپنی آواز ہونے نہ دوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

کوئی رکھ کے دل میں خدا و عباد
مرے ساتھ باتوں میں برتے جہالت
کروں گا نہ میں اس سے تکرار و حجت
میں ہٹ جاؤں گا اس جگہ سے نجات
میں عزت کو خطرے میں پڑنے نہ دوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا
ہیں دنیا میں ایسے کبھی اہل شرارت
رگائی بچھائی ہے بس جن کی عادت
تہ رکھوں گا ایسوں سے میں کوئی صحبت
کروں گا نہ ان کے مشاغل میں شرکت

زباں اپنی آلودہ ہونے نہ دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا
ہیں دنیا میں ایسے کبھی اہل شرارت
سدا گالیاں بکتا ہے جن کی فطرت
پھٹکتی نہیں پاس جن کے شرارت
بترسانپ بچھو سے ہے جن کی صحبت

میں صحبت سے ایسوں کی ہر دم بچوں گی
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا
اگے کوئی ترک عصبیاں یہ مانگی
کروں گا نہ دل اس کا طعنوں گھاگ
خدا سے اگر ہے معافی کا سائل
میں رحمت سے مایوس ہونے نہ دوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا
عقیدہ یہ ہے مستند اور صاحب
جولے نہ گناہوں سے جو جانے نہ آتا
گتہ ہوں گے اعمال سے غائب
بیان کر کے میں اس کے اگلے صفائے

کبھی اس کو شرمندہ ہونے نہ دوں گا
میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

جنہیں پڑھ کے انساں میں کردار آئے بڑا کام کرتے اسے عسار آئے
 سلیقے سے انداز گفتار آئے اُسے ساری مخلوق پر پیار آئے
 میں ایسی ہی اچھی کتابیں پڑھوں گا
 میں اپنی زبان کی حفاظت کروں گا

مری گفتگو سے عو ظا ہر مودت مخاطب سے اس میں ملتی ہوا الفت
 ملے سننے والوں کو تسکین و راحت جو کلفت میں ہیں دور ہوان کی کلفت
 زبان سے کچھ ایسی تسلی میں دوں گا
 میں اپنی زبان کی حفاظت کروں گا

اکابر ہمارے بزرگانِ مذت مفسر، محدث، فقیہانِ امت
 سنبھالے ہوئے ہیں جو ملی سیادت وہ علما ہوں یا قباکدینِ سیاست
 میں ہر ایک کا نام عزت سے لوں گا
 میں اپنی زبان کی حفاظت کروں گا
 ساتھی کہ جو عمر میں ہیں برابر جو دیکھوں انہیں کچھ غلط راستے پر
 نوزنی سے ہے ان کو سمجھانا بہتر مبادا کہ کہہ بیٹھیں وی کچھ پلٹ کر
 میں ان کو کوئی ایسا موقع نہ دوں گا
 میں اپنی زبان کی حفاظت کروں گا

مرے پاس آئے کوئی لے کے حاجت
جو ممکن ہو پوری کروں گا ضرورت
نہ ہو مجھ میں اس کی اگر استطاعت
تو ظاہر میں کرتے ہوئے کچھ ندامت

بھلی بات ہی اپنے منہ سے کہوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

جو دوں گا کسی کو تو دوں گا پھپکا کر
نہ اعلان کر کے نہ سب کو دکھا کر

نہ بیچوں گا ایذا احساں جتا کر
زباں پر اس احسان کا ذکر لا کر

تو اس کا ضائع میں ہونے نہ دوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

اگر تنگ ہو جائے میری معیشت
تو خرچوں میں اپنے کروں گا کفایت

کسی سے نہ ظاہر کروں گا ضرورت
کسی گھریلے بچوں گالے کر نہ حاجت

کسی در پہ جا کر نہ شرمندہ ہوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

یہ تاسد ایزد یہ توفیق داور
لکھی نظم میں نے بہت خوب اصغر

ہیں اس نظم میں بند پورے بہتر
عمل کی جو توفیق دے رب اکبر

میں اس نظم کا پہلا عالم ہوں گا

میں اپنی زباں کی حفاظت کروں گا

چائے

آدمی کے پاس بچا ہادی اور سونا چائے
رات کی تنہائیوں میں اکھ کے رونا چائے
وقت کو بیکار کاموں میں نہ کھوتا چائے
اچھی سب رنجشوں کو دل سے دھوتا چائے
اپنا درد و غم، تبسم میں ڈبونا چائے
درد کا اپنے بھی احساس کرتے ہیں مگر
بے یار شادی دنیا ہے کشتِ آخرت
قطرہ قطرہ مل کے بن جاتا ہے دیا مچ
ٹوٹ کر گیس، پٹیل بکھرے پڑے دانے ترا
جاؤ گے کاما فرے تو تیرا زادہ راہ
راہِ حق میں پیش آئی لہذا مشکلات

آدمی کو صاحبِ کردار ہوتا چاہئے
دراغ عصیاں آنکھ کے پانی سے دھونا چاہئے
زندگی کا ایک نصیب العین ہونا چاہئے
بھول کر ساری کدورت ایک ہونا چاہئے
دوسروں کے رنج میں آنکھیں کھلونا چاہئے
دوسروں کا درد بھی دل میں سمونا چاہئے
بیچ کچھ اچھے عمل کے ہم کو ہونا چاہئے
فرد اور ملت میں یونہی ربط ہونا چاہئے
پھر سے اک مضبوط دھاگے میں پرتنا چاہئے
صبر، استقلال اور اخلاص ہونا چاہئے
تجھ کو لیکن حوصلہ اپنا نہ کھونا چاہئے

سے شہادتِ حق کی اطہر اپنا مقصود حیات
شاعری کا بھی یہی مقصود ہونا چاہئے

شادی

فضل پروردگار ہے شادی
 زندگی کی بہار ہے شادی
 دودلوں کا پیار ہے شادی
 ہے پیارے رسول کی سنت
 ہے محافظ نگاہ اور دل کی
 رسم دنیا سہی مگر پھر بھی
 نصف ایمان کے تحفظ کی
 اس سے بنتا ہے باوقار انسان
 اس سے ہوتا ہے مفتخر انسان
 باہمی وعدہ و فاداری
 عہد بھرفقت و رفاقت کا
 پاس ہے جس کا عہد بھر لازم
 ہے تقاضائے فطرت انسان
 نام ہے دودلوں کی دھڑکن کا
 نوجوانی کے خواب کی تعبیر
 یاد رہتی ہے عہد بھر تازہ

رحمت کردگار ہے شادی
 زندگی میں نکھار ہے شادی
 دودلوں کا قرار ہے شادی
 یعنی ان کا شعار ہے شادی
 دین کا اک حصار ہے شادی
 دین کی آئینہ دار ہے شادی
 خائن و ذمہ دار ہے شادی
 آدمی کا وقار ہے شادی
 باعث افتخار ہے شادی
 باہمی اعتبار ہے شادی
 وعدہ استوار ہے شادی
 ایسا قول قرار ہے شادی
 روح کی اک لپکار ہے شادی
 ساعت وصل یا رہے شادی
 حاصل انتظار ہے شادی
 لمحہ یادگار ہے شادی

شاہراہ حیات کا اک موڑ
 سفر زندگی کا سنگ میل
 اک مقدس گرہ جس میں بندھن
 زندگانی کے کورے کاغذ پر
 ایک عسریاں درخت انسان
 زندگی کو اگر کتاب کہیں
 زندگی کو اگر کہیں اک ساز
 پھول اس میں گندھے ہیں خوشبو
 ذمہ داری کا اک حصہ اہل
 ایک رسم کہیں سہمی لیکن
 آج بھی یہ چین جھکتا ہے
 بے ازل سے یہ سلسلہ جاری
 اس سے قائم ہے نسلِ انسانی
 باہمی ربط دو گھبرائوں کا
 جتنے پہلو ہیں اس کے سارے
 کہہ دو اپنے تاثرات اصغر
 یہ رسومات سے بری نکلی
 ہومیارک عقیل صاحب کو

اک نئی دھج گڑا ہے شادی
 منزلِ توہیہا رہے شادی
 ایک زرین تار ہے شادی
 گویا نقش و نگار ہے شادی
 باعثِ برگ و بار ہے شادی
 ضعیفہ زرنگار ہے شادی
 نغمہ خوش گوار ہے شادی
 ایک خوش رنگ ہار ہے شادی
 یہ نہ کہئے کہ بار ہے شادی
 آج بھی تاباں رہے شادی
 گلشنِ توہیہا رہے شادی
 تا ابد برقرار ہے شادی
 زندگی کا مدار ہے شادی
 باہم اخلاص و پیار ہے شادی
 کیا جواہر نگار ہے شادی
 آج کی پروقا رہے شادی
 واقعی کل نگار ہے شادی
 اُن کی یہ یادگار ہے شادی

سہرا

مہو مبارک تجھے دلہا یہ پُر ارماں سہرا
 کیسے کھلتا ہے ترے منہ پہ درخشاں سہرا
 بے کرم حق کا جو برائی تمنا قسری
 فضل مولا ہے جو سر پر ہے نمایاں سہرا
 آج اس سہرے میں ہیں تیری تمناؤں کے چھو
 بن گیا ہوں کے محبم حرا ارماں سہرا
 کتنے باغوں سے فراہم کئے ہوں گے یہ پھل
 تب بنا جا کے کہیں رشک گلستاں سہرا
 کتنی خوشیوں سے اسے دیکھ رہے ہیں بھائی
 دیکھ کر سارے اقارب بھی ہیں شاداں سہرا
 یہ نہ سمجھو کہ اسے دیکھ کے ہم ہی خوش ہیں
 اپنی خوش بختی پہ خود بھی تو نگازاں سہرا
 ہے ہماری یہ دُعا خوش رہیں دولہا دلہن
 ایسے خداں رہیں جیسے کہے خنداں سہرا

شادی مبارک ہو

تم کو تو شاہ ! آج یہ شادی
 ہو مبارک رسول کی سنت
 عجم تنہائی سے بچھیا چھوٹا
 مل گئے ہیں جو دو شریکِ حیات
 ہو مبارک دُہلے کو یہ دُہن
 دُہلے دہن کو سب احبا کو
 دُہلے والوں کو مبارک ہو بہو
 ہو مبارک ادھر اہلین دُہن
 حق کرے سر لبر مبارک ہو
 حکیم خیر الیثر مبارک ہو
 شامِ غم کی سحر مبارک ہو
 زندگی کا سفر مبارک ہو
 اور دہن کو بر مبارک ہو
 یہ خوشی کی خبر مبارک ہو
 اور داماد اُدھر مبارک ہو
 اور دلہا اُدھر مبارک ہو

یا الہی دُعا ہے اصغر کی
 رشتہ یہ سر لبر مبارک ہو۔

دارِ صبحی کا المیہ

(یہ قصہ ہے جب کا کہ اصغر جوان تھا)

دن رات جن کو فکر تھی میرے بیاہ کی
شہرت ہے چایا ترے حال تیاہ کی
سنت ہے یہ حجاب رسالت پناہ کی
دل کا جو ہے سکون تو حفاظت نگاہ کی
بکو اس کیا لگائی ہے یہ حاجت ناہ کی
خالی بہنیں ہوں فکر سے میں کبھی بیاہ کی
اتنی جو فکر ہے تمہیں میرے پیار کی
دل کا جو ہوقہ دار تو محض نگاہ کی
ہم کو تو بس طلب ہے حجت کی پناہ کی
لڑکی نہیں ہے حور ہے خلیہ نظام کی
تعریف کیا بیاں کروں اس رنگ راہ کی
چھوڑی نہ کوئی بات غرض اشتباہ کی
چھوٹے بڑے نے جس نے سدا داہ داہ کی
حل خود ہی کر لیں مشکلیں ہوں جو بھی راہ کی

اُسے غریب خانہ کو اک رو دو ایک دوست
فرمایا اپنی شادی کا مجھ کو نہیں خیال
کیوں اس کی اہمیت کو سمجھتا ہوں تو
نادان! شادی باعث تسکین روح ہے
میں نے دیا جواب کہ قبلہ خطا محاف
کس نے کہا کہ شادی کا مجھ کو نہیں خیال
موزوں سا ایک رشتہ کہیں دیکھ ڈالو
لڑکی یہ شرط ہے کہ حسین و جمیل ہو
سامان کی چیز نہ کہ ہم کو بوس نہیں
فرمایا ایک لڑکھی ہماری نظر میں ہے
"تو خیر و دل فریب و گل اندام و نازنین"
تفصیل رب بتا کے ہیں مطمئن کیا
القصہ اس پیام کو سب نے کیا پسند
طے یہ ہوا کہ خود ہی لے جائیں یہ پیام

القصہ جا کے وہ ملے لڑکی کے باپ سے
 قصہ کئی سنائے مرے خاندان کے
 فرمایا لڑکا نیک ہے اور دیندار ہے
 مائی کا سوٹ بوٹ کا اس کو تین حقوق
 سگریٹ چائے پان کی اس کو طلب نہیں
 بھولے سے اس نے سلیمہ دیکھا نہیں کبھی
 القصہ اس کے زہد میں کچھ بھی نہیں کلام
 پورھے میاں تو خیر رضا مند ہو گئے
 فرمایا "بے بی بیائے بھی پوچھ لوں دراً"
 لڑکی نے جو جواب دیا سنئے غور سے
 بولی کہ شادی کرنا ہے ایسے کو کیا
 گوشے میں بیٹھ کر کسی مسجد کے روزو
 واعظ بنے کیا کرے سب کو نصیحتیں
 ریش سید جو چہرے پہ ہے اس جلوہ گر

باتیں بہت بنائیں محبت کی چراہ کی
 تعریف خاکسار کی بھی بے پناہ کی
 عامل ہے سنتوں کا رسالت پستہ کی
 عادت نہیں ہے اس کو فرنگی کلاہ کی
 پڑتا نہیں ہے باتوں میں ان خانقاہ کی
 کہتا ہے بات یہ ہے نہایت گناہ کی
 تقویٰ میں کوئی بات نہیں اشتباہ کی
 لیکن یہ بات بات تھی لڑکی کے بیاہ کی
 ہے چونکہ ذمہ داری اسی پر نباہ کی
 ہر نوجواں کو بات ہے یہ انتباہ کی
 کر لے مجاوری یہ کسی خانقاہ کی
 سمجھ پھر تار ہے حق لا الہ کی
 باتیں کرے خوشی سے ثواب گناہ کی
 دہن نہیں بنوں گی اس روسیہ کی

آج کل کی شادیاں

دادان اشعار کی کچھ آپ سن کر دیجئے
 کتنا ہی ان کو زیادہ مال و زر دیجئے
 فکر تھی رشتہ کہیں لڑکی کا طے کر دیجئے
 بولے کیا کیا ہیں گے پہلے لکھ کر دیجئے
 عرض ہے اتنی مری بہتر سے بہتر دیجئے
 یہ تو ہیں معمولی چیزیں ان سے بڑھ کر دیجئے
 ریڈیو کے ساتھ اک کیٹ لیکارڈ دیجئے
 ایرکولر دیجئے، ریفریجریٹر دیجئے
 گیس اسٹو، پریشر کوکر اور گرائنڈر دیجئے
 ٹائپ رائٹر دیجئے، اک گیمپوٹر دیجئے
 ملک کوکر، لیکٹو میٹر، کیا لکٹو میٹر دیجئے
 فون اک لگوائے، ٹیلی پرنٹر دیجئے
 یاں نہیں ملتیں تو باہر سے منگا کر دیجئے
 زینتہ اور روکس سے ہرگز نہ کمتر دیجئے
 اک تجوری دیجئے اور نوٹ بھر کر دیجئے
 گھونٹے پھرنے کو امپالاموٹر دیجئے

آج کل کی شادیوں کا نئے کچھ لکھا حال
 لڑکے والوں کی بہنیں بھتی کسی صورت سے جس
 شوخی قسمت سے اک جھانکھ اک لڑکی کے پاس
 آئے ان صاحبائے گھر اک روز اک لڑکے کے پاس
 غالباً سامانِ ضروری آپ تو دیکھتے ضرور
 سو سو سیٹ، میل فیان اور آٹمی الماریا
 ٹیلی ویژن دیجئے اور دیجئے اک می سی آر
 گھر بھی ماڈرن ہو سکتا نہیں ان کے بغیر
 یہ بھی چیزیں ہیں رسوئی گھر کی زینت آج کل
 فی زمانہ یہ بھی داخل ہیں ضروریات میں
 اور بھی چیزیں ہیں جیسے کیمرو، واشنگ مشین
 دوستوں سے گفتگو کرنے میں آسانی رہے
 اور بھی جتنی مشینیں ہیں ضروری آج کل
 رسٹ واپح ایسی ہو قیمت ہو کم از کم دس
 رقم جوڑے کی بھی دیجئے اک نئے انداز
 بن گیا ہے آج کل اسکوٹر اک معمولی چیز

کیجئے تکمیل ہر صورت سے یہ سائے ڈمانڈ
 سودی قرضہ لائیے یا ماریے ڈاکر میں
 آپ خوش ہوں یا خفا اتنی گدازش ہوئے
 ہم کو تو مطلوب ہے دراصل سامان
 کیسی بے شرمی سے مانگا کرتے ہیں اسویریہ لوگ
 پوچھئے مت ہم سے کیس طرح کیونکر دیجئے
 آپ خود یک جلیئے یا رہن ہو کر دیجئے
 رکھنے کو یہ ساری چیزیں اک بڑا گھر دیجئے
 خیر اس کے ساتھ دیتے ہیں تو دختر دیجئے
 جی میں آتا ہے جھانپ کر ایک منہ پر دیجئے

بن گئے ہیں قوم کا ناسوریہ لوگ آج کل
 نیک توفیق ان کو اسے خلاق اکبر دیجئے

مسلمانوں کی شادیوں کا حالِ زار

ہو گئے ہائے مسلمانوں کے کیا لیں وہ ہمارے
دین کا سب سے گلشن کب ویراں ہو چکا
پرچم اپنی عظمت و سطوت کے سب سے پرچے
آج دنیا میں نہیں باقی کوئی اپنا مقام
اب بھی لیکن ہم مسلمانوں کو شرم آتی ہیں
کچھ خیال اب بھی سنتے جلتے کا ہیوتا نہیں
گو زمانہ بے مہیں یا نکل مٹانے پر تلا
ہیں رولج اور رسم کے حکم میں ایک مسئلہ
دیکھ کر سب چیپے ہوں خیر نہیں تی ہوں
تواہ اس سے خوش ہو کوئی یا کوئی نہ ہو
ایسے بگڑے ہیں مسلمانوں کی شادی و طلاق
چھوڑ ڈالے ہم نے یہ دھرم سا کا اسلامی
قلمی گاتوں کی رکنا دنگ ایسے خون کا پاج
کام وہ سب اصل میں بی بیعت حدنگاہ
ہندی ساجی اور دھنگ لیا اور پری
اب حدنگ اور تکی پوجھتا کوئی نہیں
دینداری و عزت و عصمت نہیں بے کوئی تیر

امتِ مروجہ مٹا کیا ہو گیا ہے حالِ زار
دو ٹکڑے کر دیا بھی چکی کب کی گلستاں بہار
چھوٹ گئی ہم سے حکومت کھو گیا اپنا وقار
ہو رہے ہر طرف بدنام و بدو اور قتل و
باد و عشت کا اب تک بھی نہیں اترتا
ٹھکڑے پڑھ کر میں گو لگ ہی نہیں رہا
خوابِ رغبت سے مگر بولتے ہیں ہم شاد
اور عصب ہے انہیں باتوں میں سمجھ میں
سچ اگر کہتا ہوں تو شہید ہے سب کے ناگوار
عرض کرنا چاہتا ہوں شادیوں کا حالِ زار
ہو رہی ہیں شیش پامال میں بے شمار
سب طریقے کر کے غیروں کے چہرے پر
سچ اگر کہتا ہوں تو ہے یہ سب رذیلوں کا شمار
ان کو ہم سمجھ کر میں باعثِ خدا افتخار
جس کو کہتے ہیں یہود و مسیحی و
وہ گیا ہے مال و دولت پر شرافت سدا
اب ہے جوڑے کی رقم پر شادی کا شمار

مال اور دولت کا جیسے بھوت ذہن پر سوار
 اب تو شادی بن چکی ہے اچھا خاصہ کارڈ
 نقد لیتے ہیں رقم اور ہر رکھتے ہیں ادھار
 اہل ثروت لڑکی والے بھی ہیں اس کے ذمہ دار
 مست اپنی دولت و ثروت میں ہیں سر مار
 ایک شادی میں لٹا دیتے ہیں دس دس ہزار
 ذمہ داری اپنی کر محسوس اسے سرمایہ دار
 نوجواں ہیں کتنے ہی آوارہ اور بے روزگار
 سائل و محتاج کیا کہیں انہیں ہیں حصہ دار
 کیا غریبوں کو انہیں کچھ خوشی کا اختیار
 کر ریا کاری کے دھبوں سے نہ دامن و اعتدار
 سوچ کتنی لڑکیاں ہیں خستہ حال و سوگوار
 تاکہ راضی تجھ سے ہو جائے ترا پروردگار
 تو اگر ہے ذی حشم، ذی حیثیت، ذی اقتدار
 خواہ تو اپنے کو مجھے متقی پر مہیزگار
 نوجواں بھی اب نہیں میرے کبھی دل کی پکار
 زر پرست لے نوجواں سلام کے آدھویار
 ہائے تو نے کھو دیا مردانہ غیرت کا وقار
 زندگی خود جنکی عزت کے سبب سے ایک باب

صورت و سیر کی آئیں گی نظر کیا خامیاں
 شادی ہے سہرا کی سنت یہ سنت تھے کبھی
 لڑکے والوں کی یہ اک طرف تجارت خوب ہے
 کچھ انہوں نے بھی بگاڑا لڑکے والوں کا مزاج
 ان کو ملت کے غریبوں کا نہیں کچھ بھی خیال
 قوم کے کاموں میں دس روپے کبھی بدلتے ہیں
 دین اور ملت کی خدمت بھی تو تیرا فریضہ ہے
 متے شعبے ہیں مسلمانوں کے محلِ جِ کرم
 کیا کمائی میں تری کچھ بھی نہیں حقِ غریب
 کیا خوشی دنیا میں تیرے ہی لئے پیدا ہوئی
 شادیوں میں مال اور دولت لٹا نا چھوڑ
 قوم میں ہیں سوچ کتنی ان بیاہی بچیاں
 ایسی بیکیں بچیوں کی شادیوں میں کرند
 فائدہ کچھ قوم کو تجھ سے نہیں پہنچا تو کیا
 دردِ ملت کا ترے دل میں نہیں تو کچھ نہیں
 لہجہ چکا کہنا تھا جو سرمایہ داروں سے مجھے
 کر دیا برباد تو نے گلستاں اسلام کا
 مرد ہو کر مال پر عورت کے رکھتا ہے نظر
 مانگتا ہے کب مناسبان غریبوں کے جہیز

کب طلب کرنا روا ہے ان جوڑے کی قم
وہ بھی شاید یوں غریبوں کا ہو پیتا نہیں
سوچ کتنی لڑکیاں ہیں قوم میں ناگذا
جن کی غربت کے سبب کوئی پیام آتا نہیں
دوش پر جن کے ہے ان کی نوجوانی آیا چھ
سینکڑوں دلکش تمناؤں کا مٹن جن کا دل
بال اجلے بوجھلے مرچھا چکا جن کا شباب
کچھ نہیں اس کے سوا ان بے زبانوں کا قصو
لا نہیں سکتیں یہ اپنے ساتھ جوڑے کی قم
چھوڑ دیا اب اسے مسلمان تجارت عقد کی
چھوڑ دو بہر خدا اب اسے یہودہ رسوم
ترک کر دو آج سے سب غیر اسلامی رواج
سنو کہ پھر رسول اللہ کی عامل بنو
پیروی میں ہے نبی کی دین و دنیا کی فلاح

جو مہاجن سے لیا کرتے ہیں غلبہ بھی ادھار
تجھ سے بہتر ہے کئی درجے یہودی سود خوار
ہو چکیں جو آہ تیری زیر پرستی کا شکار
تھک گئی ہے راہ گئے تکتے یہ حتم انتظار
جن کے کندھوں پر متاع زندگی بے لیکٹ
جن کا سینہ ہے ہزاروں آرزوؤں کا مزار
ہو چکی کب کی خزاں سے آشنا جنگی بیمار
ہیں تھی کیسے نہیں ماں باپ انکے مالدار
لا نہیں سکتیں یہ موڑ اور شگلہ شاندار
مت بنا ڈالو خدا را شاد یوں کو بیویاں
فائدہ کچھ ان طریقوں سے نہیں ہے زینبا
کر لو سیدھا سادہ اسلامی طریقے اختیار
پھر غلامی کا نبی کی کرور شہ اسوار
پیروی سے ہی نبی کی ہو گا اپنا بیڑا پار

فرض سمجھانے کا اصغر نے تو پورا کر دیا
مالو اس کی یا نہ مالو اب تمہارا اختیار

شبِ سرور صدیقی سرور

(اپریل ۱۹۷۱ء)

دوستو آج ہے شبِ سرور
کیا تعارف کراؤں سرور کا
قوم کے اور وطن کے شیدائی
رونقِ بزمِ شعر ان کی ذات
آج سے کوئی دو برس پہلے
ہاتھ اور پیر ہلو گئے بے کار
آپ سے کیا بیاں کروں تفصیل
تھا جو روحِ روانِ بزمِ سخن
آج کل ان کے غم کے ساتھ ہیں
بند ہے ایک سال سے تنخواہ
کچھ علاج و معالجے میں بھی
فائدہ کچھ علاج سے نہ ہوا
واہ رے واہ ان کا استقلال
صبرِ ایوب یاد آتا ہے
آج دو سال سے ہیں گریہ و فیش
ان کا چہرہ نہیں ہے افسردہ

ہے یہ ناچیز جس کا کنوینر
جانے پہچانے سب کے ہیں سرور
ساتھ ہی مدحِ خوانِ پیغمبر
ہاں درگاہ کو فخر ہے ان پر
ان پر فاسح کا ہلو گیا تھا اثر
سارے اعضاء اکڑ گئے یکسر
مختصر یہ کہ حال ہے ابتر
آج ہے نیمِ حیاں وہ بستر پر
ایک ٹوٹا پلنگ پھٹا بستر
بڑی مشکل سے ہو رہی ہے بسر
قرض کا بار ہو گیا سر پر
کوششیں کی گئی ہیں امکانِ بھر
ہیں جواں ہمتی کے یہ پیکر
صبر کو ان کے دیکھ کر کثرت
چہرے پر اس کا کچھ نہیں اثر
جسم ڈھانچہ بنا ہے گو کھل کر

اپنی تکلیف اور مصیبت کو
 غم میں لیکن شریک ہیں ہم بھی
 ان کی تسکینِ دل کی خاطر سے
 مزارعِ آخرت ہے یہ دنیا
 رتبہ شاید بڑھا رہا ہے خدا
 مرضی خالق کی جیسا چاہے رکھ
 شکر کرنا خدائے برتر کا
 صبر اور شکر ہی سے لیجئے کام
 پھر سے صحت تمہیں عطا کرنا
 ختم کرتا ہوں اب دعا پہ کلام
 رحمت و فضل کی نظر فرما

خود وہی حیاں سکتے ہیں بہتر
 غم ہے ان کا گراں محبتوں پر
 عرض کرتا ہے ان سے یہ اصغر
 اور ہے امتحان کا اک گھد
 آپ کا امتحان یوں لے کر
 کس کا کیا زور ہے مشیت پر
 فرض ہر حال میں ہے بند پر
 کیا عجب فضل پھر کرے داور
 نہیں قدرت سے اس کی بالاتر
 اے خدا اے کریم اے داور
 اپنے بے اختیار بندوں پر

صوت اور عاقبت سے زندہ رکھ

خاتمہ کر ہمارا ایساں پر

میرے استاد حضرت اظہر

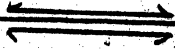
کر گئے آہ اس جاں سے سفر
کس طرح دل مرا نہ ہو مضطر
کیون نہ خوں روئے میرا دیدہ تر
جہد یاں میر بھدر رہے مجھ پر
ان کی ہر بات نقش ہے دل پر
گو کئی گھاؤ تھے دل پر
آج آتا نہیں ہے کوئی نظر
نیک تو نیک خلق، نیک سیر
عاشق و مدح خوان پیغمبر
و اعطیٰ نظر و لے ہمسر
صاحب طرز ادب سخن پرور
ان کا ہر ایک شعر جاں پرور
درد دل ان کا، ان کا سوز جگر
تھنا زباں میں کچھ ایسا ان کی اثر
ڈھونڈو عالم میں پاؤ گے کم تر
سینکڑوں شعر ان کو تھے ازبر
پڑتی ہر بزم میں انہیں یہ نظر
تھے مروت کے حلیم کے پیکر
ان کی توصیف ہوا داکیوں کر
اہل دل، اہل علم، اہل ہنس
دل سے کرتے یہ دعا صغیر
ان کو جنت عطا کرے داد

میرے استاد حضرت اظہر
سن کے یہ اطلال غم انگیز
کیسے آنکھیں تر کلمہ ہوں منتاگ
شفقتیں ان کی یاد آتی ہیں
ان کی صورت نظر میں پھرتی ہے
مسکراہٹ تھی پردہ دارِ آلم
ان کی مانند جامع اوصاف
ایک خوش طبع خوش حال انسان
عارف و صوفی عالم و مرشد
ذاکر اہل بیت و آل رسول
صاحب فکر و خوش نوا شاعر
روح افزا تھا ان کا ہر مصرع
ان کے ہر وعظ میں جھلکتا تھا
خود بھی روتے تھے اور لاتے تھے
نغمہ گو ایسے، ایسے خوش گفتار
سینکڑوں تھے لطیف ان کو یاد
بانے بنتے تھے جان ہر محفیل
بردباری کا اک نمونہ تھے
خوبیاں ان کی کیا کروں تحریر
مختصر یہ کہ خوب انسان تھے
ان کی بخشش کے واسطے حق نے
بخشنے ان کے گناہ رب کریم

قطعہ تاریخ وفات سبحانی بیگم صاحبہ زوجہ غلام جیلانی احمد صاحب تالپال درگی

میں ہیں داغِ جدائی جو دے کے سبحانی - تمام اقربا احباب غم سے ہیں رنجور
 یہ غم اگرچہ گر الہ سے بہت محبتوں پر - یہ کیا کریں کہ مشیت میں ہیں سبھی مجبور
 تھا روزِ پیر کا اور تھا ہمدیہ رمضان کا - وہ جب کہ پر وہ عقیقی میں ہو گئیں مستور
 میں بیٹھا سوچ رہا تھا وصال کی تاریخ - یہ بولایا تھی غیبی "وہ ہو چکی مغفور"

۱۳۸۱ھ



قطعہ تاریخ وفات مولوی محمد عید الحمید صاحب عری، مولف محکمہ جنگلات۔

موت کا زائقہ ہر نفس کو چکھنا ہے ضرور - آگیا وقتِ اجل، چل بسے دنیا سے حمید
 خیر یہ وقتِ مُعین ہے ٹل نہیں سکتا - ہے یہ افسوس کہ برائی نہ دیرینہ امید
 دیدِ حرمین کا اراں بہت تھا دل میں - پر سونے قلع چلے، دل میں لئے حسرت دید
 حج کا اور موت کا اک ساتھ بلا د آیا - حالتِ نزع میں تھے پہنچی ادھر حج کی تیزید
 ہے دعا کر دے خدا ان کی خطاؤں کو ماف - بخش دے سالے گنہگار کے خداوند حمید
 فکرِ تاریخ میں اصغر جو میں مستغرق تھا - بولایا یہ ہاتھ غیبی "ہوئے مغفور حمید"

۱۳۹۰ھ

قطعہ تاریخ رحلت الحاج مولوی محمد عبدالکریم صاحب سلیم طیب (نظامیہ)

دے گئے داغ جدائی حضرت عبدالکریم
نام کا ہم قافیہ ان کا تخلص تھا سلیم
چھوڑ کر دنیا چلے جاتے ہیں مولینا سلیم
خوش نویس وقاری و عالم تھے اور حاذق
تھے خطیب و واعظ بے مثل مولینا سلیم
کر گیا رحلت جو اس مسیحا کا اک خادم قدیم
تھی طبیعت میں نقاست رکھتے تھے ذوق
انگسار اہ تھی طینت رکھتے تھے طبع حلیم
کر عطا ان کو الہی فضل سے دارالنعیم
چھوڑ دنیا خلد میں پہنچے دیکھو مولینا سلیم

۱۴۰۵ھ

یہ خبر سن کر مراد دل ہو گیا غم سے دو نیم
شاعری کا آپ رکھتے تھے بہت پاکیزہ و
یہ تصور تک گراں ہے آپ کے احباب پر
ذات ان کی کتنی ہی اوصاف کا مجموعہ تھی
حج بیت اللہ سے بھی تھے مشرف آنجناب
مسجد کوثر کے دیوار اور در تک میں اداس
وضع داری تھی انہیں ملحوظ ہر اک کام میں
جس سے بھی ملتے تھے ملتے تھے بڑے اخلاق سے
معفرت کو ان کی یارب بخندے ان گناہ
مصرعہ تاریخ اصغر دیکھئے کیا قوب ہے

قطعہ تاریخ وفات محمد عبدالحمید ولد محمد عبدالسلام کلیم

نوجوانی میں اس کو اجل کھل گئی
ماجد نوجواں کی قضا آگئی
یہ خبر شہر کو سارے ترپا گئی
جس کسی نے سنا عقل چکر آگئی
کیوں مافر کو رستے میں تیرا آگئی

۱۴۰۸ھ

تھا وہ اکلوتا نور نظر باپ کا
ریل کا حادثہ اک بہانہ ہوا
شہر کا نوجواں نعت خواں چلایا
دیر تک اس خبر پہ نہ آیا یقین
اس کی منزل ابھی تو بہت دور تھی

جشن بہاراں

(اسلامیہ ہائر سکندری سکول ورنگل کے بزم طلبہ کے افتتاحی جلسہ موقع پر)

پھر سے گلشن میں آگئی ہے بہار
وہ گلستاں کی دلفریب فضا
پھر چین میں طیور گانے لگے
ان کی آواز دل کو بھاتی ہے
دیدنی ہے بہار باغوں کی
لب پہ گوئی کے نغمہ ہے جاری
لے کے ہاتھوں میں اپنے گلدرتہ
چشم زکس بھی وا ہے حیرت سے
میں پریشان بال سنبلی کے
ایک غنچہ وہیں چمک اٹھا
اس نے یہ اہتمام جب دیکھا
اس نے کھولا دہن کیا یہ سوال
آ رہی ہے یہ کس کی اسواری
اس گلستاں کی شان ہے کسی
بات اس نے سنی جو غنچہ کی
محرم راز گلستاں ہوں میں

رُخ پہ پھولوں کے چھا گیا ہے نکھار
کتنی خوش کن ہے ٹھنڈی ٹھنڈی
گلستاں کا سبق سنانے لگے
ہر ادا ان کی جی لبھاتی ہے
خوشنما پھول اور سیلوں کی
دور ہوں جس سے کھفتیں ساری
سرو شمشاد ہیں کمر بستہ
گل اُدھر تک رہا ہے حیرت سے
کیف ساماں ہیں نغمے بلب کے
جب کھلی آنکھ تو چین دیکھا
الغرض اس سے پھر رہا نہ گیا
ہو رہا ہے یہ کس کا استقبال
کس کی آمد کی ہے یہ تیاری
کچھ عجب ہی بہار ہے اس کی
پھر تو ملکوں نے یوں زبان کھولی
جھ سے سن بان کی زبان ہوں میں

باغِ اسلامیہ ہے نام اس کا
 نوہا لان گلشنِ ملت
 نخلِ امید میں لگے ہیں پھول
 اس لئے اتنی رونق اس جا ہے
 کھل گئی ہے ہر ایک دل کی کھلی
 چشمِ مارو شن و دلِ ماشاد
 باغبانوں کو اس کے رکھ تو شاد
 اور بڑھتا رہے ہمیشہ وقار
 اور ہمیشہ رہے بہار اس کی
 دشمن اس کے ہمیشہ جلتے رہیں

گلتاں ہے یہ قوم و ملت کا
 یاں سے پاتے ہیں علم کی دولت
 آج کالج بنا ہے یہ اسکول
 بزمِ طلبہ کا آج جلسہ ہے
 آرہے ہیں جنابِ آدم علی
 ان کے آنے سے ہے چین آباد
 مائے خدا اس چین کو رکھ آباد
 قسائم اس کی رہے ہمیشہ بہار
 آشنا ہوئے یہ خواں سے کبھی
 نوہاں اس کے کھولتے پھلتے ہیں

(۷۷)

اسلامیہ ہائی اسکول کے جو نیر کالج بننے کے موقع پر قطعہ

حق نے دکھلایا ہے یہ روزِ سعید
 بہلایا قوم کا باغِ امید
 حق نے فرمایا ہے یہ لطفِ منید
 قادر و تعویب اور عبدالرشید
 کہہ رہا ہے سن لو قرآن مجید
 قوم کو سنوائی کالج کی نوید
 لطف فرماتا ہے ربِ مجید

آج ہے اسلامیہ میں ایک عید
 نیر کالج بنا اسلامیہ
 تعمیر کالج اور اردو میڈیم
 اس کی خاطر کوششیں کرتے رہے
 کیش للافسان الامم سبھی
 رنگ لائیں آخر ان کی کوششیں
 ہے دعا کالج رہے قائم سدا

طلبائے اسلامیہ کالج ورنگل کا ترانہ

کالج بچے ملت کے مقدر کا ستارہ
اسلامیہ کالج ہے گلستان ہمارا
امید ضعیفوں کی، جوانوں کا سہارا
اسلامیہ کالج ہے ہمیں جان سے پیارا

اسلامیہ کالج ہی میں ہم پھولے پھیلے ہیں
ٹھنڈک ہے اگر دل کی تو آنکھوں کا تہارا
اسلامیہ کالج ہی میں پروان چڑھے ہیں
اسلامیہ کالج ہے ہمیں جان سے پیارا

اس بارغ کو ہر خار سے ہم پاک کریں گے
ہم جائیں گے ہم اس کی حفاظت کا شہر آرا
خاک اس کے جلا کر خس و خاشاک کے بن گے
اسلامیہ کالج ہے ہمیں جان سے پیارا

ہم چاہتے ہیں نام ہو کالج کا درختان
کالج کا ترنل نہیں ہے ہم کو گھوڑا
ہم اس کی ترقی کے دل و جاں ہیں خواہاں
اسلامیہ کالج ہے جان سے پیارا

اسلامیہ کالج ہے بزرگوں کی امانت
جاں اس پہ لٹا دیں گے جو ہوا کا لہندا
کرنا ہے ہمیں اس کی ہر طور حفاظت
اسلامیہ کالج ہے ہمیں جان سے پیارا

جب سے ہے اسلامیہ قائم ہوا
جوشیر کالج بنا ہے اب کے سال
ہے ترقی کی طرف یہ گامزن
سینہ بھی جلد ہی جائے گا بن

مکرم جاہ اسٹوڈنٹس ہاسٹل حیدرآباد

شہر میں ہے کیا ہی اچھا ہاسٹل
مل گیا ہے اک ٹھکانا ہاسٹل
اور بھرا ہے ان سے سارا ہاسٹل
جس کمیٹی نے بنایا ہاسٹل
ہے ٹرسٹ ان کا چلاتا ہاسٹل
کس قدر اونچا ہے دیکھو ہاسٹل
ہے بہت مضبوط و پختہ ہاسٹل
شہر حاتم ہے نگینہ ہاسٹل
جس کے باعث خوب چمکا ہاسٹل
رکھتے ہیں کیا صاف ستھرا ہاسٹل
جیسے اپنا گھر ہے گویا ہاسٹل
ہے سہولت بخش اپنا ہاسٹل
واہ کیا ہے پیارا ہاسٹل
جس قدر دیکھو ہے اچھا ہاسٹل
ہے خصوصیت میں نیکتا ہاسٹل

نام سے قائم مکرم جاہ کے
بے کھکانہ طالبانِ علم کو
بورڈ اس میں ہیں ہر اک شہر کے
قوم پر اس کا بڑا احسان ہے
اب مکرم جاہ سے منسوب ہے
کیا عمارت اس کی عالیشان ہے
ہے نہایت خوبصورت اور وسیع
دن میں بھی سب کو کھلا لگتا ہے
کارکن اس کے بہت خوش خلق ہیں
کلام کرتے ہیں ملازم وقت پر
طرح آرام حاصل ہے یہاں
ہاسٹل واقع ہے قلبِ شہر میں
ہاسٹل سے متصل مسجد بھی ہے
ہے یہاں پابندیِ صوم و صلوٰۃ
ہوتی ہے نگرانیِ اخلاق بھی

کہدوا صغر تحقیر الفاظ میں
خلد کا ہے اک نمونہ ہاسٹل

کتاب خانہ

علم کا پاسیاں کتب خانہ
 ہے ثقافت کی جہاں کتب خانہ
 ہے مستعار گراں کتب خانہ
 علم کا ہے کنواں کتب خانہ
 رہبر کارواں کتب خانہ
 بحر ہے بے گراں کتب خانہ
 غظمتوں کا بیابان کتب خانہ
 ماضی کی داستان کتب خانہ
 ہر مصنف کی جہاں کتب خانہ
 اور ہے میزبان کتب خانہ
 ہے اگر گلستاں کتب خانہ
 ہے جہنم بے خزاں کتب خانہ
 دوستو! ہے جہاں کتب خانہ
 محفلِ دوستان کتب خانہ
 آئے ہر نوجوان کتب خانہ
 کر لے دل میں نہاں کتب خانہ

علم کا ہے مکاں کتب خانہ
 ہے نشانِ تمدن و تہذیب
 ہے علوم و فنون کا مخزن
 تشنگی علم کی بجھاتا ہے
 رہنمائے ترقی ان اُن
 شعبہ ہائے حیات کی تفصیل
 ذکر ان اُن کے کارناموں کا
 رہبرِ حال اور مستقبل
 ہر مصنف یہاں پر زندہ ہے
 تھارینِ کرام یہاں ہیں
 یاغیاں اس کا لائبریرین
 اس کے پھولوں کو درخشاں ہیں
 علم کی شمع ہے وہاں روشن
 طالب علم کی ہے دریتِ کتب
 محقر ہے پیامِ اصغر کا
 سحر ہے پھولوں سے علم کے دامن

اقبال کے تراشہ ہندی پر تھمیں

بھارت کے ہم ہیں بھارت کے بے گماں ہمارا
 ہم سب کہیں ہیں اس کے یہ ہے مکاں ہمارا
 نعرے لگا رہا ہے ہر نوجواں ہمارا
 سارے جہاں سے اچھا بندوستان ہمارا
 ہم بلبلیں ہیں اس کی گیتاں ہمارا
 چھو لے پھلے ہیں ہم سب بھارت اس چین میں
 تفریق کچھ نہیں ہے شیخ اور برہمن میں
 مل جل کے رہتے ہیں صدیوں الٹا چین میں
 غربت میں ہوں اگر ہم رہتا ہے دل وطن میں
 سمجھو وہیں ہمیں بھی دل ہو جہاں ہمارا
 دلش بے گوشہ گوشہ اس ملک وستان کا
 خوشبو بکھرا ہے ہر گل اس بارغ بے خزاں کا
 ہم سر ہے ذرہ ذرہ خورشید صوفیاں کا
 پریت وہ صبیحہ اونچا ہمسایہ آسماں کا
 وہ سنتری ہمارا وہ پاسباں ہمارا
 چلے رہے ہیں ہم اس سرزمین پر جاری
 رستہ مات کھائی بازی بھی نے ہماری
 صدیوں رہا ہے دشمن دوزرماں ہمارا
 ایوانی، پرتگالی، ایرانی اور تزاری
 کچھ بات ہے کہ مٹی مٹی نہیں ہمارا
 ایسے تارے چمکے بھارت کے آسمان کے
 ہیں روشنی میں بڑھ کر جو ہر صوفیاں سے
 تہذیب اور تمدن سب کو ملایا ہمارا
 یونان و مصر و روم اسب مٹ گئے جہاں سے
 اب تک مگر ہے باقی نام و نشان ہمارا
 لازم ہے ہندوؤں کو امید خیر رکھنا
 واجب ہے احترام مسجد و دیر رکھنا
 شیوہ نہیں یہ اچھا اپنوں کو غیر رکھنا
 مذہب نہیں سکتا تا آپس میں یہ رکھنا
 ہندو، بلوچ، مسلم، سکھ، ہندوستان ہمارا

میں ہوں اردوزیاں !

سب پہ ہے مرا حسنِ تکلم عیاں کیا بیاں ہو مگر مرا درد نہاں
ہند میں اور بھی ہیں زیاںیں مگر مجھ سا مظلوم ہندوستان میں کہاں

میں ہوں اردوزیاں میں ہوں اردوزیاں
دوستو کیا سناؤں تمہیں داستاں میرے گلشن میں چھائی ہوئی ہے خزاں
میں وہ بلبیل ہوں جس کا لٹا آتیاں میں وہ گل ہوں کہ جس سے چھٹا گلستاں

میں ہوں اردوزیاں میں ہوں اردوزیاں
اک زمانہ تھا میرا بھی اقبال تھا سارے ہندوستان میں مرا راج تھا
اُن کو بھی سیکھنے کی ضرورت پڑی جس دم انگریز تھے ہند میں حکمراں

میں ہوں اردوزیاں میں ہوں اردوزیاں
جنگ آزادی میں میں نے حصہ لیا ملک کو میرے سوراخ حاصل ہوا
ملک والوں نے مجھ کو یہ بدلہ دیا کر دیا مجھ کو بے گھر و بے خاتماں

میں ہوں اردوزیاں میں ہوں اردوزیاں
ملک کی جب کہ محکم سیاست ہوئی ہر زباں کو عطا اک ریاست ہوئی
مجھ کو محروم اس سے بھی رکھا گیا دیکھتا رہ گیا یہ ستم آسماں

میں ہوں اردوزیاں میں ہوں اردوزیاں

دہلی لکھنؤ میں، میں پھولی پھولی
مجھ کو کشمیر بھیجا گیا دوستو !
میرے شہروں سے مجھ کو نکالا گیا
کیا بیاں ہو مری غم بھری داتاں
میں ہوں اردو زبان، میں ہوں اردو زبان

دفتروں سے بھی مجھ کو ہٹایا گیا
رسم خط کو بھی میرے مٹایا گیا
اور یہ سب ایسے لوگوں کے ہاتھوں
جن کو اپنا سمجھتی رہی قدر داں
میں ہوں اردو زبان، میں ہوں اردو زبان

اردو والوں کی حالت بہت زار ہے
ان کی درسی کتابیں بھی ملتی نہیں
طلباء روتے رہے قوم سوتی رہی
اور گزرتا رہا وقت کا کارواں
میں ہوں اردو زبان، میں ہوں اردو زبان

درد کا میرے جلسے مداوا نہیں
محفل شعر سے کچھ بھی حاصل نہیں
مسئلے کا میرے یہ کوئی حل نہیں
اس سے ہوتی نہیں میں کبھی شادمان
میں ہوں اردو زبان، میں ہوں اردو زبان

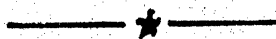
وقت کا جو تقاضہ ہے سن لیجئے
اپنے پیسے کو برباد مت کیجئے
یہ دورِ عمل اے میرے دوستو !
کام وہ کیجئے جس سے بڑھے یہ تباہ
میں ہوں اردو زبان، میں ہوں اردو زبان

سیکھئے اردو اور سب کو سکھائیے
رسم خط کے فوائد بھی بتلائیے
خدمتِ اردو کی بے لوث فرمائیے
لہذا اٹھ پھرے میرا گلستاں
میں ہوں اردو زبان، میں ہوں اردو زبان

شریعت کی طہ و نکل

ہم کو بخشی جو دولتِ ایمان	مکا احسان
اس کا ثانی جہاں میں اور پہل	تحدیرِ مسل
اس پہ لاکھوں درود اور سلام	بلند مقام
خیر امت کا بھی ملائے خطاب	مطی ہے کتاب
ہم گرد و ہوں میں بٹ گئے نادان	دیاقِ قرآن
ہم فروعات میں بھی لڑنے لگے	بھی جھگڑنے لگے
حق تعالیٰ کی ہٹ گئی نصرت	دین میں غفلت
فیصلے ہو رہے ہیں دین کے خلاف	بھی نہیں انصاف
آج ایمان پر بھی حملے ہیں	حملے ہیں
متحد اور ایک بننے کی	نیک بننے کی
اسی مقصد کو لے کے ہے اکھی	یہ کمیٹی بھی
مل کے یا ہم کریں مسلمان کام	یہی پیغام
متحد اور ایک ہو جائیں	نیک ہو جائیں
پھر سے قرآن کے بتیں حامل	ہم بتیں حامل
یعنی دین ایک دوسرے کا سہارا	سب بتائیں

آپ کر لیں مسائل اپنے حل
 چھوڑ دیں کاہلی بنیں اب حجت
 سب خوابیں بھی اب ہوں ہشیار
 اپنے ہوں کام کاج اسلامی
 نیک کاموں سے ہم کو ایفیت
 اچھ کے ملت کی اب کریں تنظیم
 علم کا پھیل جائے گا جب تور
 سینے جب ہوں گے علم سے معمور
 وہ مسلمان ہیں قابل تبریک
 اپنے جھگڑوں کو خود کریں فیصل
 کر لیں اپنے معاشرے کو درست
 خواب غفلت سے جلد ہوں بیدار
 سارے رسم و رواج اسلامی
 ہر برے مشغلے سے نفرت ہو
 عام کر ڈالیں دین کی تعلیم
 خلمتیں ہوں گی جہل کی کافور
 ہوں گے سب اختلاف بے جا
 لے کے اٹھیں جو کہ یہ تحریک
 بے دُعا کامیاب ہوں یہ لوگ
 باعث انقلاب ہوں یہ لوگ



اردو کا پیغام اہل ہند کے نام

کون ہوں کیا ہوں یہ چرخ کہن کو معلوم کس وطن کی ہوں یہ اہل وطن کو معلوم
کس چین میں ہوں پلے ہے چین کو معلوم مری تاریخ ہے سب گنگ چین کو معلوم

سکہ بیٹھا ہوا ہر دل پہ ہے ہر سو میرا
گوشش واکر کے سنا نام ہے اردو میرا
مرے شیدائی گلستانوں میں ویرانوں میں
کھلبلی میری نواؤں سے ہے ایوانوں میں
کچھ عجب جوش جنوں ہے مردیوانوں میں

یہ تصور ہے غلط ہے کس و بے چاری ہوں
کتنے ایسے ہیں جنہیں جان بھی پیاری ہو
میں وہ پودا ہوں کہ میں میرے ہزاروں مائی
حامیوں سے نہیں ہے کوئی زمانہ خالی
میرے دل بند ہیں اقبال وائیں حالی
میری خدمت میں لگے رہتے تھے ذوق و غالب

ان کی مطلوب تھی میں اور وہ میرے طالب
کون کتنا ہے مسلمانوں کی میں ہوں دلدار
ہندو اور سکھ بھی ہیں سرخ زیا انشاکے
بیاد و ملا و حکمت و سرور و مرشار
میرے خیال و خط و صورت کے یہ دیوانے ہیں
میں اگر جمع ہوں یہ سب مرے پروانے ہیں

سوزِ محفل کو دیا گرمی محفل بن کر راہ دکھلائی کبھی رہبر منزل بن کر
 کبھی زنداں میں رہی شورِ سلاسل بن کر سینہ ہند میں دھڑکی ہوں کبھی دل بن کر
 دیکھی حالات نہ گئی ملک کی بربادی کی روح پھونکی جہدِ قوم میں آزادی کی
 میں نے فنکاروں کی محنت کو عطا بخشی میں نے تہذیب کے ہونٹوں کو لطافت بخشی
 میں نے خوشبوئے وفا پیار کی نکبت بخشی میں نے اس دیش کو بچھتی کی دولت بخشی
 باہمی رافت والفت کی کہانی میں ہوں
 ہندو مسلم کی محبت کی نشانی میں ہوں
 گلشنِ ہند میں کتنے ستم اکیا در ہے جن سے سب اہل چین لے لیں ویرباد رہے
 گھمات میں میری لگے کتنے ہی صیاد رہے نہ مٹی ہوں نہ مٹوں گی یہ مگر یاد رہے
 جب تلک غنچوں میں رس پھولوں میں بوباقی
 چمن ہند میں سمجھو کہ ہے اردو باقی

اسلامیہ اسکول ہے سب کے محبوب اسکول سے کالج جو بنا ہے کیا خوب
 برائی جو دیرینہ تمنا ان کی خوش خوش نظر آتے ہیں محمد یعقوب

جو مدرسہ اسلامیہ کے ہیں باقی تھے شہر ونگل کے بزرگِ کامل
 ہاں زہد میں تقویٰ میں یکا نہ تھے وہ اوصافِ حمیدہ کے تھے یعنی حامل
 ہے محققان کا یہ تعارف کافی عالم تھے وہ اور علم پر اپنے عامل
 سلامیہ جو آج بنا ہے کالج ہے ان کی دعاؤں کا اثر بھی شامل

محبوبہ بخت ہانی اسکول ورنگل میں کلاس

قائم ہونے پر

سے لاکھ لاکھ شکر خدائے کریم کا
فضل و کریم کی اس کے کوئی انتہا نہیں
قائم ہوئی تھی سال گذشتہ ہم کلاس
ادراپ کے سال کھل گئی دسویں کلاس تھی
آج افتتاحی جلسہ یاں اس کلاس کا
آئے جناب شیم و نیکیا اب یہاں
آئے ہیں سرفراز علی بھی بعد خلوص
اسکول کو یہ دونوں جو تشریف لائے ہیں
ہر سال اک کلاس جو برہمستی رہی یوں
اک دن پھر اس کے فضل و کرم سے یہ سہ
کرتا ہوں اب دعا یہ خدا کے حضور میں
اسکول یوں پھولتا پھلتا ہے سدا
محبوبہ ہے نام تو محبوبہ سب کو ہو
طلبا جو پڑھ کے نکلیں یہاں ہونی نام
پائیں خدا کے فضل سے ہر پڑے پڑے

اپنے کرم سے اس نے کیا ہم کو سرفراز
تعریف کیا کریں کہ وہ ہے رب بے نیاز
ہے بے نیاز حمد و ثناء سب کا سزا
اللہ نے اپنے فضل و کرم سے ہمارا
پھر کچھ اٹکھ خوشی کے مسرے کے آج سزا
ہم کو بجا ہے اس کی یہیں جو قدر بھی ناز
ہم سب میں سرفراز کہ میں صدر سرفراز
یہ بات ہے ہمارے لئے وجہ فخر و ناز
اللہ کے کرم کا جو ہر سلسلہ دواز
کالج بھی بن سکے گا کریں سب اس پر تارا
یا صد ادب جمے گا کے میں اپنا سرفراز
طوفان سے آستانہ ہبوط کا یہ جہاز
اور ساری قوم کے لئے بن جاؤ نیاز
ہوں پاک خلق، پاک صفت امیا کیڈ
ملک میں ملک قوم میں حال ہوا نیاز

دنیا میں کامیاب رہیں دینی میں بھی خوش

القصد وہ جہاں میں ہو جائیں سرفراز

یوم تاسیس آندھرا پردیش کی سلور جوبلی کے موقع پر

ہر پتہ پتہ خوش ہے چمن کا دل شاد ہے سب سرو سیم کا
ہر ذرہ خوش ہے کوہ و دین کا میری فضا کا، میرے لگن کا
ہے جشنِ سیمیں ارضِ دکن کا

میری ریاست میرے وطن کا
دیکھے تو کوئی رنگِ گلستاں خوش خوش ہیں غنچے ہنتی ہیں کلیاں
ہر شاخ مسرور، ہر پھول خداں ہر برگ گل میں اک کیف لہزاں
ہے جشنِ سیمیں ارضِ دکن کا

میری ریاست میرے وطن کا
دامن میں اس کے ندیاں ہیں ساری فیضانِ حق کے چشمے ہیں جاری
دل شاد ہیں سب ز اور ناری اک کیف سارے مجلس پہ طاری
ہے جشنِ سیمیں ارضِ دکن کا

میری ریاست میرے وطن کا
گوداوری کا بہتا ہے پانی دیکھو ذرا کرشنا کی روانی
پانی سے ہے زندگانی سہانی چہروں پہ ہے سب کے چھائی جوانی
ہے جشنِ سیمیں ارضِ دکن کا

میری ریاست میرے وطن کا
بحر اور بر میں تنگ اور تر میں خوشیاں ہیں بکھری ہر رہ گزریں
خوش حالیاں ہیں ہر ایک گھر میں مدھوسوں کا سودا ہے سر میں
ہے جشنِ سیمیں ارضِ دکن کا
میری ریاست میرے وطن کا

عید گاہ - مٹھوارہ ورکل

شہر میں ہے کیا ہی اچھی عید گاہ
 قوم کا مرکز ہے اپنی عید گاہ
 جان سے ہے ہم کو پیاری عید گاہ
 ہے سہولت بخش اپنی عید گاہ
 پرکشش ہے اس سے اپنی عید گاہ
 لگتی ہے دہن نویلی عید گاہ
 کیا منظر ہے دکھائی عید گاہ
 ہے کبھی خاموش لگتی عید گاہ
 کتنی بار رونق ہے لگتی عید گاہ
 ہے منظر پیش کرتی عید گاہ
 جن بزرگوں نے بنائی عید گاہ
 ہو گئی کیا ادوی تھی عید گاہ
 فخر کے قابل تھی اپنی عید گاہ
 تین ایکڑ تھی ہماری عید گاہ
 بائے بد قیمت بیجاری عید گاہ
 اپنے ہاتھوں ہم نے کھولی عید گاہ
 رہ گئی ہے اب تو ادھی عید گاہ
 ختم ہو جائے گی ساری عید گاہ
 پھر کریں حاصل ہم اپنی عید گاہ
 پھر سے حاصل کر کے پیاری عید گاہ
 رکھیں ہم بدم سجیلی عید گاہ

ہومتوں کے سجدہ کرنے کے لئے
 مرکزی سب کی عبادت گاہ ہے
 مشترک ورثہ ہے مسلم قوم کا
 عید گاہ واقع ہے قلب شہر میں
 اس میں لگوایا گیا ہے ایک گیٹ
 جب سجائی جاتی ہے یہ وقت عید
 عید اضحیٰ اور عید الفطریں
 گونج اٹھتی ہے کبھی تکبیر سے
 جب گلے ملتے ہیں سب بعد نماز
 کلمہ گو جیتے ہیں سب میں بھائی بھائی
 قوم پران کا بڑا احسان ہے
 اک ذرا اس پہلو سے بھی غور ہو
 تھی نہایت خوبصورت اور وسیع
 جب کیا تھا بزرگوں نے اس کو وقف
 ہم حفاظت تک نہ اس کی کر سکے
 قوم کی اس بے حس کو کیا کہیں
 غریبوں کے قبضے میں آدھی جاتی
 قوم کی غفلت اگر یوں ہی رہی
 ہم مسلمان ہیں یہ ہم پر فرض ہے
 بے اندر دہشت پھر سے تجدیدی کریں
 سیرت اور میلاد کے جلسے کریں

قادیانیت

قادیانیت مٹانا چاہیے
 قادیانیت مٹانے کے لئے
 قادیانی کافرو بے دین ہیں
 منکر قہتم نبوت ہیں یہ لوگ
 چھوڑ کر سب اختلاف باہمی
 باہم اب پیکار کا موقع نہیں
 قادیانیت کے بد اثرات سے
 دین سے باہر جو بھائی جا چکے
 دین کی ہم پر حفاظت فرض ہے

دین کو اپنے بچانا چاہیے
 جان و مال ایسا لگانا چاہیے
 بات یہ سب کو بتانا چاہیے
 راستے پر ان کو لانا چاہیے
 زور سب اس میں لگانا چاہیے
 اختلاف اب بھول جانا چاہیے
 ٹوٹنے والوں کو بچانا چاہیے
 دین میں پھر ان کو لانا چاہیے
 فرض کو اپنے نبھانا چاہیے

سورہی ہے بے خبر فتنے سے قوم
 خواب غفلت سے جگانا چاہیے